اسلامی اقدار کا نقیب

ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ لاہور



۹ اپریل

یومِ سیاہ

77

پاکستان قومی اتحاد پنجاب کی صوبائی کونسل کے فیصلے کے مطابق جعلی صوبائی اسمبلی کے اجلاس کے موقعہ پر ۹ اپریل کو پورے صوبے میں یوم سیاہ منایا جائے گا — اس روز صوبہ بھر میں عوام کے مختلف طبقات انتخابی دھاندلیوں اور ظلم و تشدد کے خلاف مظاہرے کریں گے اور لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، شیخوپورہ قصور اور دیگر قریبی اضلاع کے عوام پنجاب اسمبلی کی عمارت کے باہر ایک بہت بڑا تاریخی مظاہرہ کریں گے —

یہ دین برابر قائم رہے گا اور اس کے لئے مسلمانوں کا ایک طبقہ لڑتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے

— حدیث

تھانے والے

صحنِ مسجد میں لہو دیکھیں زمانے والے
شور قانون کی عظمت کا مچانے والے

برسرِ جنگ ہیں طاغوت سے اب
ـــــ دین نامِ پیمبر پہ کٹانے والے

ربِّ کعبہ کی قسم اب بھی یہ سمجھے ہی نہیں
ہم غلامانِ محمدؐ کو یہ تھانے والے

کس عجب شان سے اٹھے ہیں فدایانِ رسولؐ
چھپتے پھرتے ہیں سبھی پینے پلانے والے

تختۂ دار کو چومیں گے خدا شاہد ہے
راستہ چھوڑ دیں توپوں سے ڈرانے والے

تجھ کو معلوم ہے کیا حال ہوا ہے اُن کا
اب کہاں ہیں وہ ترے ناز اٹھانے والے

اپنے انجام سے دوچار یقیناً ہوں گے!
قومِ مسلم کو غلط راہ دکھانے والے

جھوٹ کی ناؤ کبھی پار نہیں لگ سکتی
بھاگ جائیں گے تری چوریاں کھانے والے

اپنی تقدیر کا لکھا نہ فراموش کریں
یہ اسمبلی میں بڑے شوق سے جانیوالے

بے جاتے ہیں مساجد کو مقفّل اکرام!
ڈھونگ اسلام کی خدمت کا رچانے والے

اکرام القادری

اکرام القادری

مشروط آزادی کی پیش کش!

پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کراچی میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر پاکستان قومی اتحاد کے رہنما مذاکرات پر آمادہ ہوں تو سیاسی اسیروں کی رہائی، ڈی، پی آر کے تحت مقدمات اور ہنگامی حالات کے خاتمے پر غور کیا جا سکتا ہے۔

کس قدر حیران کن امر ہے کہ بھٹو صاحب انسانوں کو بنیادی اور شہری آزادیاں دینے کے لیے بھی پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں سے سودے بازی کا ارادہ رکھتے ہیں اور عجیب وغریب مضحکہ خیز شرطوں کے ساتھ قومی اتحاد کے رہنماؤں کو دعوت مذاکرات دیکر عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ قومی اتحاد کے رہنماؤں کو شہری آزادیوں کی بحالی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، بلکہ انہیں حصول اقتدار سے دلچسپی ہے، مگر عوام ہیں کہ وہ اب کسی فریب میں آنے کے لیے تیار نہیں۔

یہ امر کتنا افسوسناک اور شرمناک ہے کہ ایوب آمریت کے خلاف بھٹو صاحب نے جن چیزوں کو ہدف تنقید بنایا تھا وہ یہی کالے قوانین تھے جن کی آج بھٹو صاحب پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اخبارات کی فائلیں گواہ ہیں کہ ——— بھٹو صاحب شہری آزادیوں کی بحالی، پریس ٹرسٹ کے خاتمہ، ڈی، پی، آر کا خاتمہ، ہنگامی حالات کو فی الفور اٹھا لینے اور سیاسی اسیروں کی رہائی کی تحریک کے داعی بنکر اٹھے تھے اور اسی بنیاد پر بھٹو صاحب نے متحدہ پاکستان کے دو صوبوں میں کامیابی حاصل کی تھی، لیکن آج انہی قوانین کی منسوخی کے سلسلے میں وہ قومی اتحاد کے رہنماؤں سے سودے بازی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ انہیں اب نہ اپنے وعدوں اور دعووں کا پاس ہے اور نہ ہی وہ اپنے گرد و پیش سے سبق حاصل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ اپنی تقریروں میں بار بار ہندوستان میں ہنگامی حالات کی موجودگی سے اپنے ملک میں ہنگامی حالات کے جواز پر استدلال کیا کرتے تھے، مگر اب تو ان کا یہ سہارا بھی ٹوٹ گیا، ہندوستان اور افغانستان سے تعلقات کی کشیدگی کو بھی بھٹو صاحب ملک میں کالے قوانین کی موجودگی کی دلیل بناتے رہے ہیں۔

پاکستان کے تعلقات اب نہ ہندوستان سے کشیدہ ہیں، نہ افغانستان سے، بلکہ اب تو افغانستان سے فضائی سروس بھی بحال ہو گئی۔ چین اور ایران پہلے سے پاکستان کے دوست ہیں، رشیا سے بھی پاکستان کے تعلقات خراب نہیں ہیں، عرب تو ہیں ہی پاکستان کے خیر خواہ اور ہمدرد۔ گرد و نواح کے کسی ملک سے بھی اب پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں۔ اور یہ ایسی حقیقت ہے جسے ساری دنیا جانتی ہے۔ پاکستانی عوام دوسروں سے زیادہ اچھی طرح اس حقیقت سے باخبر ہیں۔

ان واقعات کی روشنی میں بہانگ دہل کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کو کسی بیرونی طاقت سے کوئی خطرہ نہیں، اگر خطرہ ہے تو اندرونی طاقت سے ہے عوام کی طاقت سے، وہ بھی پاکستان کو نہیں، بھٹو صاحب کے اقتدار کو، ان کی اسی کرسی کو جسے وہ بہت مضبوط سمجھتے ہیں اور جس کے لیے انہوں نے پوری قوم کو مصیبت میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ جس کرسی کے تحفظ کے لیے علماء، وکلاء، طلباء اور عام شہریوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے، جس کرسی کے لیے سینکڑوں قیمتی جانیں تلف کی جا چکی ہیں اور جس

باقی صفحہ ۲۸



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۱۴

جمعۃ المبارک ۸ اپریل ۱۹۷۷ء ۱۹ ربیع الثانی

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ ——— روپے
ششماہی
۲۳ ——— روپے
سہ ماہی ——— ۵۰/۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

جمعیت علماء اسلام پاکستان

یہ احمد پور شرقیہ ہے

نامہ نگار خصوصی

خون کا دعویٰ کس پر؟

بھٹو صاحب کے مکارانہ فیصلے کے بعد پاکستان قومی اتحاد کے پروگرام کے مطابق ۱۴ مارچ سے جو پر امن تحریک شروع ہے اس میں ایک بات بالکل واضح ہے کہ قومی اتحاد کے ورکر سب کچھ سہہ کر بھی پُر امن کام کر رہے ہیں، لیکن بعض بعض مواقع پر انتظامیہ کے نالائق، بووے اور ہر چڑھتے سورج کے پجاری نمائندے اور پی پی پی کے گماشتے اور لوفر ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں جس سے بے پناہ جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ ان واقعات کے ذمہ دار عناصر کی گوشمالی ہو، الٹا مظلوموں پر مقدمات قائم کر کے مزید پریشان کیا جاتا ہے۔

اس قسم کا ایک انسانیت سوز واقعہ ۲۶ مارچ ۱۹۷۷ء میں احمد پور شرقیہ میں ہوا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں بہاولپور کے نواب خاندان کے ایک فرد پی پی پی کے نمائندے بن کر اپنے عظیم المرتبت بزرگوں کا منہ چڑا رہے تھے۔

اس تاریخ کو حسب معمول بعد از عصر جلوس نکلنا تھا، لیکن پولیس اور پی پی پی ایک ہی زبان میں جلوس نہ نکلنے کا اعلان کر رہے تھے اور نکلنے کی صورت میں "گولی" کی بات کر رہے تھے۔!

شہر میں مکمل ہڑتال تھی۔ مسجد میں لوگوں کو آنے سے روکا گیا، لیکن پھر بھی لوگ مسجد میں آ ہی گئے سوا پانچ بجے نماز پڑھی گئی۔ اس کے بعد مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب نے عوام سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج انتظامیہ کا رویہ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ میں اے سی پیرزادہ سے بات کر کے حل نکالتا ہوں، لیکن اے سی نے بات ک[illegible] کر دیا۔

اسی اثنا میں پولیس نے مسجد سے باہر لوگوں پر لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ یہ لوگ اپنی دکانوں کے تھڑوں پہ کھڑے تھے، لیکن ان پر زیادتی ہوتی۔ مزید یہ کہ مسجد کے اندر شیل پھینکے گئے اور پی پی کے ورکروں نے خشت باری کی۔

لوگ اس صورت حال سے بچنے کی خاطر عقبی دروازے سے جانے لگے تو پی، کیو پی کے سب انسپکٹر فتح محمد نے اپنے پستولوں سے فائر کر دیئے۔ ادھر پولیس مسجد میں داخل ہو گئی، اور مغرب کی نماز کے لیے وضو کرتے ہوئے عوام پر گولیاں چلائیں جس سے ایک نوجوان سمیت کتنے ہی افراد موقع پر شہید ہو گئے۔ مسجد کے تمام دروازے ڈھا دیئے گئے، لاٹھی چارج کیا۔ مسجد کی چھت پر موجود لوگوں کو پکڑ پکڑ کر پھینکا گیا۔ مسجد میں قرآن مجید کے پھٹے ہوئے خون آلود ورق اور لوگوں کے خون آلود کپڑے بکھرے پڑے تھے۔

اس موقع پر کم از کم ۲۵ آدمی شدید زخمی ہوئے شہدار کی نعشیں پولیس تھانہ لے گئی جن کی تعداد چشم دید گواہوں کے مطابق ۸ تھی، تین آدمی بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے انتقال کر گئے۔ لاشیں پولیس و فوج نے مل کر خود دفنا دیں ورثار کو نہیں دیں۔

مغرب و عشاء کی نماز مسجد میں نہ ہو سکی کیونکہ پولیس کا محاصرہ تھا۔ دوسرا دن بھی ایسے گزرا کہ مسجد میں نہ اذان ہوئی نہ نماز۔!

ادھر گھر گھر گریہ و بکا ہے۔ ابھی تک متعدد آدمی اور بچے لاپتہ ہیں۔ ستم یہ کہ پولیس لاتعداد لوگوں کو چھاپے مار کر گرفتار کر چکی ہے اور ان سے ملاقات تک ممکن نہیں۔ نہ معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ ہسپتال والوں نے کوئی زخمی داخل نہیں کیا۔!!

صرف چند ایک کو بہاولپور داخل کیا گیا۔ جن میں دو دم توڑ چکے ہیں۔ اب پی، پی، پی والے لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور حکومت کی بد باطنی و ستم ظریفی کا یہ عالم ہے کہ اس نے اے سی کی نالائقی اور بدبختی کے پیش نظر رونما ہونے والے اس خونی ڈرامہ کی تحقیق کے لیے اسی کی انتظامیہ کا ایک افسر مقرر کیا ہے جب کہ معاملات کی سنگینی کے پیش نظر ہائی کورٹ کے جج سے تحقیقات کروانی ضروری ہے۔

لوگوں نے اے ڈی سی کی تحقیقات کا بائیکاٹ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ جب تک متعلقہ افسران اور دوسرے غنڈے گرفتار نہیں کیے جاتے عملاً انکوائری ناممکن ہے قومی اتحاد کے ورکروں کے علاوہ عام لوگوں کے خلاف دھڑا دھڑ مقدمات قائم کیے جا رہے ہیں، گھروں میں عورتوں، بچوں اور بزرگوں کو پریشان کیا جا رہا ہے۔ شہر میں فوج کے دستے گشت کر رہے ہیں۔ جس سے عجیب و غریب صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔

ایڈیٹر خدام الدین

کے قلم سے

مسلم مسجد لاہور میں عُلما پر انسانیت سوز

تشدد و بربریت کی داستانِ خونچکاں

"مسجد" اسلامی ثقافت کا مرکز ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد کے مقدس ادوار میں "مسجدیں" مسلمانوں کے اجتماعی و ملی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی تھیں، ان میں نماز و خطبہ کے ساتھ ساتھ عدالت و نظم حکومت کے جملہ امور سرانجام پاتے تھے تعلیم و ارشاد کے حلقے وہاں قائم ہوتے تھے اور ہر اعتبار سے مرکز یہی مقام تھا۔

اسی وجہ سے مسلم معاشرہ میں مسجد کا احترام بھی بااہتمام و کمال موجود تھا اور خود پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں مکمل رہنمائی فرمائی تھی۔

لیکن آگے چل کر کچھ ایسی صورت حال پیدا ہوئی کہ غیر مسلم طاقتیں اس راز کو سمجھ گئیں اور انہوں نے مسجد کے تقدس و حرمت کو پامال کرنے کے لئے نت نئے حربے اختیار کرنے شروع کر دیئے۔

تفصیلات کا نہ وقت ہے نہ موقعہ بہر حال اشارۃً اتنی بات کہہ دینی کافی ہے کہ انگریزوں اور سکھوں کے دور میں مساجد کو اصطبل بنانا اور ان کی بے حرمتی کرنا ایسے واقعات ہیں جن کا انکار مشکل سے ہی ہو سکے گا۔

اس قسم کے واقعات بلاشبہ باعث شرم تھے اور بالخصوص جب کہ اسلام ہر قوم و ملت کے معابد اور عبادت گاہوں کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہے تو کسی کی طرف سے اسلامی عبادت گاہوں کی حرمت پامال کرنا انتہائی بے حیائی و بے شرمی کی بات ہے۔ لیکن ایک غیر مسلم اور متعصب غیر مسلم سے اس کے سوا کسی بات کی توقع رکھنی بھی تو مشکل ہے۔

المیہ یہ ہے کہ پاکستان جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا اور دنیا کے جغرافیے میں جس کو سبز خطوط سے متمیز کر کے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ یہاں قرآن و سنت کا راج و دستور ہوگا۔ وہاں کے حکمران اور انتظامیہ اب وہ کھیل کھیلے کہ دنیا کفر کی روحیں تڑپ اٹھیں۔

ان بھیانک اور المناک واقعات کی کہاں تک تصویر کشی کی جائے۔ جن کا تعلق "اسلامی جمہوریہ" مملکت سے ہے اور جو ملک کی پوری تاریخ میں موجود ہیں؟

میرے بس میں تو یہ بھی نہیں کہ حالیہ انتخاب کے اعلان سے اب تک ہونے والے ان واقعات کا ذکر کروں؟

میں یہ کیسے لکھوں کہ بہاولپور کی مسجد میں سرکار کے گماشتوں نے قرآن جلائے؟

یہ کیسے سپردِ قلم کروں کہ خانیوال میں مسجد کو نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی۔

یہ کس کا دل گردہ ہے کہ انتخابات میں ہمہ گیر دھاندلی کے ردعمل میں ابھرنے والی عوامی تحریک کے دوران مختلف برانڈ پولیس و انتظامیہ کے سیاہ کارنامے لکھے اور پڑھے؟

۱۵ مارچ کو دن کی روشنی میں مسجد شہداء ریگل چوک مال میں گھس کر وحشی پولیس افسران اور ان کے بگے بندوں نے جو کچھ کیا اس کی تلخی ہنوز فضا میں موجود ہے۔

احمد پور شرقیہ میں جامع مسجد کی عقب کی دیوار توڑ کر اندر داخل ہونا اور ہزاروں کے ہجوم پر اندھا دھند فائرنگ کرنا جس کے نتیجہ میں درجنوں افراد شہید ہوئے ایسا وحشیانہ فعل ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

مسجد قدس برانڈرتھ روڈ کے صحن و لان سے اٹھنے والا آنسو گیس کا زہریلا دھواں ان سپاہیوں کی شقاوت و بربریت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہ تو جو ہوا سو ہوا لیکن ۳۱ مارچ ۷۷ء کو دوپہر ڈھلنے کے بعد لاہور مسلم مسجد چوک انار کلی میں جو کچھ ہوا اس نے تو چنگیز و ہلاکو اور ہٹلر و مسولینی کی روح کو بھی تڑپا دیا، بلکہ میں کہوں گا کہ اپنی بیٹی کو اس کے بچوں سمیت آگ میں جلانے والا فرعون بھی عالم برزخ میں لرز اٹھا ہوگا!

پناہ بخدا! نام اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، ملک کے دستور کے متعلق دعویٰ ہے کہ وہ اسلامی بھی ہے اور جمہوری بھی، غاصب حکمران مدعی ہیں کہ ہم سے بڑھ کر کسی نے اسلام کی خدمت نہیں کی۔ لیکن آئیے میں آپ کو بتاؤں کہ اس تاریخ کو لاہور میں کیا ہوا؟

آپ یقین کریں کے مسلم مسجد کے چپہ چپہ پر انسانی خون کے دھبے، داڑھی کے نوچے ہوئے بال

اور اس قسم کے دوسرے مناظر قلب وجگر کو چھلنی کئے ہوئے ہیں۔ مینار مسجد پر چڑھ کر عوام کو پیٹنا پھر انتہائی زخمی حالت میں سیڑھیوں سے نیچے پھینک دینا، مسجد کا محاصرہ کر کے ایک ایک آدمی پر آٹھ آٹھ درندوں کا پل پڑنا اور کئی نمازوں کے لئے اذان و جماعت کا وہاں اہتمام نہ ہو سکنا ایسی باتیں ہیں جن پر قلم اٹھانا بہت مشکل ہے۔ لیکن کیا کروں احباب کا شدید تقاضہ اور آنے والے مورخ کے لئے میٹر کی فراہمی بھی تو ہمارا فرض ہے۔ اس خونچکاں داستان کو یوں ہی نظر انداز کر دینے سے مستقبل میں بڑی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی اس لئے جگر تھام کر یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ لیکن یہ نہ سمجھیں کہ یہ ہو بہو تصویر ہے، اصل تصویر تو "وفاق" کے فوٹو گرافر "اختر" کے کیمرے میں ہے۔ جس کو درندوں نے بری طرح زدوکوب کیا، ان کے بس میں نہ تھا ورنہ شاید اس کا خون پی لیتے اور اس کی بوٹیاں نوچ ڈالتے۔

یہ داستان، سمندر پار کے اخبار "سنڈے ٹائمز" کے نمائندے اور فوٹو گرافر کے پاس ہو گی جسے "مولوی" سمجھ کر بے لگام اور کمینہ صفت انتظامیہ نے بری طرح پیٹا اور یا پھر خدا سے دعا کریں کہ وہ مسلم مسجد کے در و دیوار کو زبان عطا فرما دے تاکہ وہ اس داستان تلخ و شرمناک کو بیان کر سکے۔

آپ کو معلوم ہو گا کہ اس دن لاہور میں علماء کا جلوس تھا، شہر بھر کے ہزاروں علماء دینی مدارس کے طلبہ ظہر سے پہلے ہی مسجد میں آ چکے تھے، "علماء کونسل" اس جلوس کی منتظم تھی، اس علماء کونسل میں شہر بھر کے سبھی علماء ہیں، چھوٹے موٹے اختلافات کوئی ایسی بات نہیں جسکو اتنی اہمیت دی جائے، یار لوگ بلاوجہ اس پر اتنا چیں بجبیں ہوتے ہیں دیکھنا تو یہ ہے کہ ان وارثان نبی نے ملی و اجتماعی معاملات سے کبھی پہلو تہی کی؟

واقعات شاہد ہیں کہ جب بھی ملک و قوم پر ایسا وقت آیا تو سرفروشوں کا یہ قافلہ مسجد و مدرسہ اور خانقاہ کی چار دیواری سے باہر نکل آیا۔ وہ اب بھی دیکھ رہے تھے کہ عوام کی اجتماعی تے کو شرمناک طریقے سے بدل دیا گیا ہے۔ الیکشن کے نتائج بامقصد سبوتاژ کر دیئے گئے ہیں ام کے ہر طبقہ پر ہوتے والا ظلم ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ۱۳ مارچ کی ظہر کو مسلم مسجد سے جلوس نکلے گا۔ پرامن جلوس، دو دو کی قطاروں میں مطالبہ ہو گا نظام شریعت کا نفاذ اور انتخابی غنڈہ گردی کا استحصال

انہوں نے خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے کے بعد سڑک پر جلوس کو ترتیب دیا۔ لیکن بدقماش اور خیمہ و خنزیر کی رو سیاہ انتظامیہ جس کے خون کا ایک ایک لقمہ حرام کا مرہون منت ہے مصر تھی کہ جلوس نہیں نکلے گا، اور اگر نکلے گا تو انتظامیہ کے تجویز کردہ راستے پر۔ لیکن علماء مصر تھے کہ پرامن جلوس متعینہ راستہ پر جائے گا۔

اسی اثناء میں بے ضمیر و بے لگاموں کا ایک ٹولہ آگے بڑھ کر بعض ذمہ دار علماء کو وین میں بٹھا لیتا ہے اور تھانہ مناواں لے جاتا ہے ان گرفتار ہونے والوں کے نام ہیں۔

مولانا محمد اجمل خان قائمقام ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام پاکستان، مولانا گلزار احمد مظاہری، مولانا سلیم اللہ، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا میاں عبدالرحمٰن (انار کلی) قاری مقبول الرحمٰن (انار کلی) مولانا ملیک الرحمٰن، حاجی محمد امین، پیر ابرار حسین

بعد میں دوسرے حضرات کوشاں رہے۔ لیکن ان کی ایک نہ سنی گئی بلکہ اور حضرات گرفتار کر لئے گئے۔ جن میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ کے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن مدرس جامعہ اشرفیہ، ان کے دو بھتیجے قاری سیف اللہ اکرم اور دوسرے حضرات شامل تھے، ان حضرات کو بھی تھانہ مناواں پہنچا دیا گیا۔

عصر کا وقت ہوا تو حضرات علماء کرام نے چوک لوہاری میں صفیں استوار کرنا شروع کر دیں تاکہ نماز پڑھی جا سکے۔ لیکن جنرل اڈوائر کی معنوی اولاد نے خدا کے حضور سجدہ ریزی کی خاطر تیار ہونے والوں پر اندھا دھند لاٹھی چارج شروع کر دیا آنسو گیس کے گولے پھٹنے شروع ہو گئے، مجبوراً علماء طلبہ اور تھکے عوام نے مسجد کی طرف جانا شروع کر دیا تاکہ وہاں پناہ لی جا سکے، خدا کا گھر ہے، اس میں تو امن ہو گا۔ لیکن لاہور جو پنجاب کا دارالسلطنت ہے۔ جہاں گورنر عباسی موجود ہے، وہاں کی انتظامیہ نے وہ حشر بپا کیا کہ توبہ بھلی! مسجد کو پوری طرح گھیر لیا قریب کے ایک آدھ مکان سے پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے خشت باری شروع کر دی۔

سفید کپڑوں میں ملبوس پولیس کے آدمی اور پی پی کے گماشتے بھی موجود تھے۔ انہوں نے مسجد میں گھس کر اندر سے خشت باری کی تاکہ یہ تاثر پیدا ہو سکے کہ علماء اور طلبہ نے مسجد کو پہلے سے اینٹوں سے بھرا ہوا تھا اور انہوں نے خشت باری کی۔

وحشی پولیس جوتوں سمیت مسجد میں گھس گئی، مسجد کے مینار پر پناہ لینے والوں پر پل پڑی، ادھ موا کر کے نیچے لڑھکا دیا۔ مسجد کی گیلریوں، لان اور کمروں میں موجود ایک ایک فرد کو پکڑا، داڑھی کے بالوں کو نوچا، سر سے پکڑ کر گھسیٹا اور اس بے رحمی سے پیٹا کہ ظلم و شقاوت سر پیٹ کر رہ گئے۔

مسجد میں چاروں طرف خون ہی خون تھا، نوچے ہوئے بال تھے، رومال گھڑیاں اور دوسری اشیاء کا ڈھیر تھا، پولیس پی پی پی نے رات گئے تک اپنا کام جاری رکھا، عوام جو چاروں طرف دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے یہ صورت حال دیکھی تو وہ مشتعل ہو گئے۔ انہوں نے قابل احترام علماء کی توہین کا بدلہ لینے کے لئے ہر ممکن سعی کی۔ لیکن نہتے تھے اس کے باوجود ان سے جو ہو سکا انہوں نے کیا۔

وفاق کا فوٹو گرافر اس وقت بری طرح پیٹا جب وہ مسجد سے نیچے پھینکے جانے والے بچے اور ایک انتہائی بوڑھے کا فوٹو لے رہا تھا۔ جب اسے ننگا کر کے پیٹا جا رہا تھا۔

جب یہ خبریں پی این اے کے دفتر پہنچیں تو مرکزی کمیٹی اور پنجاب کونسل کے علیحدہ علیحدہ اجلاس ہو رہے تھے، وہاں سے مختلف وفود تھانوں اور ہسپتالوں میں گئے، ہسپتالوں میں زخمیوں اور کراہنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا، ٹانگیں ٹوٹیں، بازو ٹوٹے، سر پر بہت سے لوگوں کے چوٹ آئی اور بڑی شدید۔ مدارس عربیہ کے زیادہ طلبہ زخمی ہوئے، جامعہ مدنیہ، جامعہ اشرفیہ، جامعہ نظامیہ اور دوسرے مدارس کے طلبہ بری طرح زخمی ہیں۔

میو ہسپتال اور جنرل ہسپتال میں مجروحین بکثرت موجود ہیں، بہت سے زخمی اپنے اپنے گھروں اور مدارس میں علاج کرا رہے ہیں۔ سینکڑوں لوگ

ص 9

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : ادارہ

مسئلہ دینِ مصطفیٰ کے نفاذ کا ہے

۲۵ مارچ ۷۷ء پاکستان میں تحریک نفاذ شریعت کا بارہواں دن تھا اس دن لاہور میں آٹھ مقامات پر اتحاد کے رہنماؤں نے خطاب فرمایا اور پھر کارکنوں نے جلوس نکال کر گرفتاریاں پیش کیں اس کا مرکزی پروگرام حضرت لاہوری قدس سرہ کی مسجد شیرانوالہ میں تھا۔

جہاں جمعیت علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی زید مجدہم نے خطاب فرمایا حضرت اقدس راستوں کی خرابی کے پیش نظر ۲ بجے لاہور پہنچے۔ ان سے قبل ہفت روزہ خدام الدین کے مدیر محمد سعید الرحمن علوی نے خطاب کیا۔ حضرت کے مختصر خطاب کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔

حضرت نے اپنے مخصوص انداز میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد قرآن کی آیات پڑھیں۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم وَاَنَّ المساجد للہ ۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسلام وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسلام دِیْناً الآیہ فَلَا تَرکَنُوْا الآیہ وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحزَنُوا الآیہ یا ایھا الذین امنوا ھل اَدُلُّکُمْ اور یہ اس آیت میں حضرت نے "ہل" کا لفظ تمام سامعین سے بلند آواز میں کہلوایا جس سے مسجد کے در و دیوار گونج اٹھے، آگے اسی آیت میں نصرٌ من اللہ وَفتحٌ قریب" کا ٹکڑا بلند آواز سے جو پڑھایا تو یوں معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت و نصرت اپنے مظلوم بندوں کے لئے آنے ہی والی ہے بلکہ ظلم کے مقابلہ میں یہ استقامت بھی نصرت و رحمت کے سبب ہی ہے۔

پھر فرمایا۔

ابھی تو ابتدائے عشق ہے، اوپر سے جو ہدایات ہیں ان کے مطابق کام بھی کرتے رہو، دعائیں بھی کرتے رہو اللہ تعالیٰ کامیاب بنائیں (آمین کی صدائے مظلومیت

مریضانِ گناہ کو دو خبر فیضِ پیمبر کی
ع بلا قیمت دوا ملتی ہے آتے جس کا جی چاہے

نعرہ ہائے تکبیر سے فضا گونج اٹھی۔

عوام کے بے پناہ انتظار کے پیش نظر فرمایا کہ طویل سفر اور راستوں کی خرابی کے پیش نظر ایسا ہوا ابھی آیا نہ غسل کیا نہ کپڑے بدلے تم انتظار میں رہے میں سفر میں رہا۔

مبارک دن اور مبارک جگہ

دن بھی عجیب ہے (جمعہ) جگہ بھی عجیب ہے (مسجد) رب کو منانے کا دن ہے نصیب والے ہیں جو رب کو منا کر جائیں گے اور بدنصیب ہیں جو محروم ہو کر جائیں گے۔

عوام کیا چاہتے ہیں؟

میں سکھر بھی گیا، حیدر بھی گیا، شکارپور بھی گیا، جیکب آباد بھی گیا، ڈیرہ غازی خان میں ایک دن میں آٹھ جلسے ہوئے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان بھی گیا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ/ بنوں، کوہاٹ/ ٹل بھی گیا، اکوڑہ خٹک بھی گیا۔ مولانا عبدالحق کے پاس، پھر حکیم عبدالسلام صاحب کی تعزیت کے لئے ہری پور گیا پھر ایبٹ آباد گیا، پہاڑ سفید تھے معلوم ہوا برف بہت ہے آگے جانا مشکل لیکن ساتھیوں نے کہا "بفند" تو ضرور جانا ہے، چنانچہ وہاں بھی گیا۔ سردی بہت تھی اس کے باوجود میں نے دیکھا ہزاروں بچے، بوڑھے، جوان موجود ہیں، میں نے یوں محسوس کیا کہ بچوں کی آہیں بھی عرش تک پہنچ چکی ہیں (یعنی مظلومانہ آہیں)۔

پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ کے نعرے۔

عوام کو نصیحت

حضرت نے فرمایا کہ وقت کم ہے نماز پڑھنی ہے۔ بعد میں جلوس کے پروگرام میں نعرے لگائیں لیکن منفی نعرے نہ ہوں مثبت ہوں۔ کیونکہ "الاناء یترشح بما فیہ" برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے، جن کو گالی نصیب ہے وہ گالی دیتے ہیں تم ان کے لئے بھی ہدایت کی دعا کرتے رہو۔

پولیس کو نصیحت

آج چاروں طرف پولیس کھڑی ہے، یہ پولیس ہماری ہے۔ سب کہو سبحان اللہ (مسجد گونج اٹھی) ہمارا ہو کے ان کو رہنا پڑے گا۔ مجھے کہتے ہیں تم کیوں پھر رہے ہو، جو گئے ہیں ان کو بھی ملا سکتے ہو؟ میں نے کہا ہم بخیل نہیں ہیں۔

ع
رہیں محمدی داب آئے جسکا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جسکا جی چاہے

نوجماعتوں کا اتحاد

مجھے کہتے ہیں کہ نوجماعتیں ایک دوسرے کو سلام بھی نہیں کرتی تھیں؟ میں نے کہا جو اعتراض کرتے ہیں وہ قرآن نہیں جانتے، قرآن جانتے تو یہ اعتراض نہ کرتے، سورۂ ملک کے جو حافظ ہیں ان کو بھی پتہ ہے آپ نے فرمایا۔

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ

(اللہ ہر چیز پر قادر ہے)

(آپ نے عوام سے بھی پڑھایا)

وہ جوڑنے پر بھی قادر ہے، تمہاری آہیں عرش تک پہنچیں، رحمت کا دریا موج میں آیا، نوجماعتوں کو اکٹھا کرکے "قومی اتحاد" بنوا دیا۔ کہو الحمد للہ۔ (عوام نے جذبات تشکر سے الحمد للہ کہا تو سماں ہی عجیب تھا)

اس کے بعد حضرت نے خود "قومی اتحاد" کا نعرہ لگوایا تو "زندہ باد" سے مخالفین کے کلیجے ہل گئے۔ اور انتظامیہ کے گماشتے جو اپنے کو مسلمان کہلوانے کے باوجود مسجد کے چاروں طرف پوزیشنیں سنبھالے کھڑے تھے دریائے ندامت میں غرق ہوگئے۔ ساتھ ہی آپ نے ختم نبوت، اسلام، نظام شریعت جیسے نعرے لگوا کر دنیا پر ثابت کر دیا کہ عوام کیا چاہتے ہیں، مزید فرمایا کہ قومی اتحاد کا ساتھ دو اور جو قومی اتحاد کے مخالف ہیں ان کو توڑ دو نام کسی کا نہیں لیا "جو ہو" اسے توڑ دو۔ نام کی ضرورت نہیں ہم نے کام کرنا ہے اور کام کے لئے نام کی ضرورت نہیں۔

وہ گالی دیتے رہیں ہم ان کے لئے بھی دعائیں کرتے رہیں گے، پولیس بھی سن لے، افسر بھی آتے ہوتے ہیں، میری کسی پر نگاہ نہیں نہ بھٹو پر نہ اس کی انتظامیہ پر میری نگاہ ہے تو رب کی رحمت اور اپنے پیارے نبی کی شریعت پر! (ہاں تو سن لو، عوام سب کچھ قربان کر دیں گے۔ لیکن شان والے نبی کے دین کو قربان نہیں کریں گے۔

(انشاء اللہ کے دل ہلا دینے والے اعلان)

....

ہمارا منشور

نوجماعتوں کے منشور کی بات کرتے ہیں، میں کہتا ہوں جس نے نوجماعتوں کو اکٹھا کیا۔ اس نے لوح محفوظ سے منشور کا بھی انتظام کر دیا، پہلے بھیج دیا۔ (سبحان اللہ)

لوح محفوظ سے منشور آیا، سورۃ فاتحہ سے والناس تک شان والے نبی کے پاس آیا وہ ہمیں امانت دے کر گئے ہم امانت کی خیانت کریں گے تو حضور علیہ السلام ناراض ہوں گے یا نہیں؟ (عوام نے کہا ہوں گے) اس لئے ہم خیانت نہیں کریں گے، یہ سارا قرآن مجید شان والے نبی امانت دے کر گئے، یہی ہمارا منشور ہے، اس کی لاج رکھنا، اس کو اپنایا تو انشاء اللہ ہر مقصد میں کامیاب ہوگے۔ دشمن بھی تمہارے سامنے جھکیں گے۔

خواتین، مزدور اور کسان

کہتے ہیں کہ اس منشور کو چھوڑ دو یہ باتیں بادیہ نشینوں کے لئے تھیں، اب تو سائنس کا دور ہے۔ میں حیران ہوں کہ جو یہ باتیں کہتے ہیں کہ وہ اس قسم کی باتیں کیسے کہہ لیتے ہیں ان کو توبہ کرنی چاہیے ایک مسلمان یہ بات نہیں کہہ سکتا۔

کہتے ہیں کہ خواتین نے "اسلام" کو مسترد کر دیا۔ (توبہ توبہ کی آوازیں) ساتھ ہی کسان کا ذکر کرتے ہیں مزدور کا ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے "اسلام" کو مسترد کر دیا، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ خواتین ہوں یا کسان مزدور سب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور غلام آقا کی امانت کو کیسے مسترد کر سکتے ہیں؟ یہ تمہارا جھوٹا پروپیگنڈہ ہے اور تم نے فرضی نتائج کا اعلان کرکے یہ تاثر دیا لیکن دھوکہ نہیں چل سکتا۔

آج ہر مجلس مشترک ہے یہاں بھی وکلاء ہیں علماء ہیں، تاجر ہیں، دوکاندار ہیں، پردہ میں خواتین بھی آئی ہیں تم کیا چاہتے ہو؟ سب نے ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے کہا صرف اور صرف اسلام! ہمیں صرف اسلام چاہیے۔

نعرہ ہائے تکبیر و ختم نبوت، اسلام و قومی اتحاد

حضرت نے مسجد میں ہزاروں عوام سے پوچھا کہ تمہارے گھروں میں بھی عورتیں ہیں کس نے کہا کہ ہمیں اسلام منظور نہیں؟ ہر طرف سے آواز آئی کسی نے نہیں کہا۔ تب حضرت نے فرمایا کہ یہ خواتین اور مزدور کسان کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔ جھوٹا پروپیگنڈہ ہے۔

جب کسی نے یہ بات نہیں کہی تو انہوں نے یہ کیوں کہا؟ کیوں محمد مصطفیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کو ستایا؟

پیپلز پارٹی کو دعوت

میں اس کو بھی دعوت دیتا ہوں پیپلز پارٹی کو اور پولیس کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ رب کو منالو فائدہ اور بھلا اسی میں ہے۔

ع
تو مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ

مجاہدین پر زیادتی مت کرو

میں کل سارا دن پھرتا رہا، رحیم یار خان گیا، اس تحریک میں ہمارے جو دوست گرفتار ہیں ان کی ملاقات کو گیا۔ سپرنٹنڈنٹ نے سختی کی کہ آپ وہ مل سکتے ہیں نہیں میں نے کہا یہ کیا بات ہے؟ ہم مجرم تھوڑے ہیں؟ وہ تو اپنے حقوق کے لئے آتے ہوتے ہیں، ان کے ساتھ سختی نہ برتو کہیں خدا روٹھ نہ جائے (کیونکہ وہ خدا کے دین کے سپاہی ہیں۔) اگر تم کہتے ہو کہ اوپر کے افسروں کا آرڈر ہے تو میں کہتا ہوں اوپر کے سب افسر محکوم ہیں۔ حکم حقیقی صرف اللہ کی ذات ہے، سب کا حاکم اللہ ہے۔

حاکم حقیقی

وزیر ہو یا گورنر، ڈی سی ہو یا ایس پی سب محکوم ہیں، ان الحکم الا للہ محض اللہ کی ذات حاکم ہے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ تم محکوموں کی

بات مانتے ہو، حاکم حقیقی کی بات نہیں مانتے ہو؟
اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۔

اللہ تعالیٰ ظالموں اور ناانصافیوں کو پسند نہیں کرتے یہ ناانصافی ہے کہ تم خالق حقیقی کا کہا نہ مانو اور مخلوقوں کا کہنا مانو تو اللہ نے اعلان کر دیا۔ وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۔ (کہ ظالموں کی طرف میلان بھی نہ کرو)

میں پوچھتا ہوں کہ حکمرانوں نے پانچ سال میں ظلم و ناانصافی کی یا نہیں کی؟ ہر طرف سے شور (کی، کی) مختلف جگہوں میں ظلم ہوا ہے یا نہیں؟ (آوازیں کیا ہے) انتخابات میں جو دھاندلی ہوتی اس کا تو بیان کرنے کی ضرورت نہیں اب کتنے ہیں جہاں جہاں دھاندلی ہوتی ہے اس کی تحقیق کرو میں نے کہا

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

پہلی اینٹ ہی جب غلط رکھی تو پھر تحقیق کیسی ہم تو ایک بات کہتے ہیں کہ انتخاب ہوگا تو سارا نیا ہوگا۔ باقی کوئی بات منظور نہیں (انشاء اللہ) تم سب متفق ہو (نعروں اور ہاتھ اٹھا کر جی ہاں جی ہاں) قومی اسمبلی کا انتخاب جدید ہوگا۔ رہ گئی صوبائی اسمبلیاں تو ان کا تو بائیکاٹ ہی تھا پھر بھی صندوقچیاں بھری ہوتی نکلیں، ان کا کیا اعتبار؟

ہمہ گیر دھاندلی

باقی جس طریق سے انتخاب ہوا۔ اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ ہمارے ساتھی ہیں نیازی صاحب میانوالی کے وہ جب سات مارچ کو قومی اسمبلی کا نتیجہ لینے گئے تو ۱۰، کا نتیجہ تھما دیا گویا سب کچھ پہلے سے تیار تھا! (شرم شرم) تحقیق کس کس کی کروگے دھاندلی تو ہمہ گیر ہے، میں کہتا ہوں کہ کوئی جگہ دھاندلی سے خالی نہیں اس لئے جدید انتخابات کے بغیر چارہ نہیں وہ تمہیں کرانا ہوگا

اور پھر جو ظلم ہوئے جتنے محمدؐ کے غلام قتل ہوئے، مجروح ہوئے، عورتوں کی بے حرمتی ہوتی یہ داستان بڑی طویل ہے، میرا کلیجہ پھٹ رہا ہے۔ بیان نہیں کر سکتا۔

اللہ نے مجھے کئی مرتبہ مکہ و مدینہ کی زیارت سے مشرف فرمایا، جن کی نگاہ گنبد خضرا پر ہو اس کی نگاہ کسی دوسرے پر نہیں ہو سکتی میں کسی کا بدخواہ نہیں حکومت پولیس سب کا خیرخواہ ہوں لیکن صاف کہتا ہوں کہ قومی اتحاد کے مطالبات ماننے پڑیں گے اس لئے کہ یہ جائز مطالبات ہیں۔

معلوم ہوا کہ زور دے رہے ہیں کہ کچھ سیٹیں لے لو لیکن تو جماعتوں نے کہا کہ کرسیوں کا معاملہ نہیں۔ دین مصطفےٰ کے نفاذ و احترام کا معاملہ ہے سودے بازی کا مسئلہ نہیں پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا مسئلہ ہے۔ جب تک دین مصطفےٰ نافذ نہیں ہوگا۔ چین نہیں آئے گا۔ کرسی کی کیا حیثیت ہے؟ تمام بادشاہوں کے تخت و تاج ایک طرف محمد مصطفےٰ علیہ السلام کے جوتے کی خاک ایک طرف! (نعرہ ہائے تکبیر)

وقت کی کمی کے پیش نظر ختم کرتا ہوں محض ایک حدیث پڑھتا ہوں لیکن اس شرط سے کہ تم سب وعدہ کرو کہ اس حدیث کو کونے کونے میں پہنچاؤ گے۔ عوام نے وعدہ کیا مزید وعدہ لیا کہ رعب و لالچ میں نہیں آؤ گے۔ آپ نے وعدہ لیا کہ اس عظیم جگہ وعدہ کر رہے ہو جو حضرت لاہوری کی مسجد ہے، یہ نام پاک آتے ہی آپ نے حضرت لاہوری، ان کی انجمن اور ان کے رفقا کا قصہ چھیڑ دیا۔ یہ قصہ اتنا دردناک تھا کہ چیخیں نکل گئیں۔ آہ اب وہ لوگ دنیا میں نہیں۔

کَبُرَتْ مَوْتُ الْکُبَرَاءْ

پھر حدیث ارشاد فرمائی عوام کو پڑھائی۔

مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَهٗ وَیَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ ۔

شان والے نبی نے فرمایا کہ جو جان بوجھ کر ظالم کے ساتھ چلا تاکہ اسے قوت بہم پہنچائے تو وہ دین سے خارج ہو گیا۔ بات واضح اور صاف ہے، سب سوچ لو کہ پیارے مصطفےٰ کی اس وعید کا نشانہ نہ بننا چاہتے ہو یا کیا کرنا چاہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب فرمائے۔

آخر میں نصیحت کی کہ نماز کے بعد جلوس میں مثبت نعرے لگائیں اور منفی نعروں سے گریز کریں۔

بقیہ: مسلم مسجد لاہور

گرفتار ہیں اور کچھ ابھی تک لاپتہ ہیں۔ بہرحال میں نے کانپتے ہاتھوں یہ سطور لکھ دی ورنہ معاملہ ہے بہت مشکل!

اسی شب نواب زادہ نصر اللہ خان اور دوسرے زعما ہسپتالوں میں گئے، زخمی حضرات کو دیکھا ان کے حوصلہ اور ولولہ کی داد دی، اگلے دن جمعیت علماء اسلام پاکستان کے نائب امیر مولانا محمد شریف مدظلہ اپنے رفقاء سمیت ہسپتالوں میں گئے زخمی حضرات سے ملے جامعہ مدنیہ وغیرہ بھی گئے، میں حضرت مولانا کے ساتھ تھا، یقین کریں کہ شدید مجروح لوگوں کے حوصلے بھی اتنے بلند ہیں جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ لبوں پر دعائیں ہیں اور ہر عیادت کے لئے آنے والے کو یہی کہتے ہیں کہ بس کام جاری رکھو،

لاہور کے بہادر شہریوں وکلاء اور طلباء نے جس جرات اور بہادری سے زخمیوں کی مرہم پٹی کی انہیں اپنے اپنے مقام تک پہنچایا اور اب تک باقاعدگی سے ان کی تیمارداری میں لگے ہوتے ہیں وہ قابل ستائش ہے۔

بعض "ذمہ دار حلقوں" سے پتہ چلا ہے کہ "تاج پورہ" میں "کھر" کو دبانے کے لئے جو کچھ کیا گیا تھا، وہی طریق یہاں اختیار کیا گیا اور اسی لئے کہ یہ دب جائیں، لیکن کہتے ہیں کہ نتائج برعکس نکلے وہ کھر تھا دب گیا یہ اللہ کے دین کے خادم ہیں ان کو دبانا بہت مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ظالم طبقہ سے نجات نصیب فرمائے۔

مجلسِ احرارِ اسلام نے

پاکستان قومی اتحاد کی حمایت کا اعلان کر دیا

لاہور - مارچ ۱۹۷۷ء آج صبح ۱۰ بجے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس صوفی عبدالرحیم خان صاحب نیازی صدر مرکزیہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں صدر مرکزیہ کے علاوہ حافظ محمد صادق صاحب سیالکوٹ، میاں محمد عالم بٹالوی، عالم منہاس لائل پور، قمرالدین صاحب راول پنڈی، مولانا غلام قادر صاحب احرار جھنگ، مولانا طلحہ قدوس صاحب گوجرانوالہ، چوہدری ثناء اللہ بھٹہ، حاجی برکت علی صاحب، جناب خاقان بابر صاحب ایڈووکیٹ چوہدری محمد اشرف، چوہدری محمد اکرم صاحب، چوہدری معراج دین صاحب سالار اعلیٰ، جناب جلال دین صاحب لاہور، صوفی رحمت الٰہی بورے والا، صوفی صاحب میلسی والے، شیخ محمد اشرف صاحب ڈیرہ اسماعیل خان، مرزا نیاز احمد صاحب ملتان، راجہ محمد صادق صاحب جہلم، میاں عبدالغفار صاحب، خالد سیال جھنگ صدر اور بہت سے دوسرے حضرات بھی شریکِ اجلاس ہوئے

قومی و صوبائی انتخابات اور پاکستان قومی اتحاد کی جانب سے جاری کردہ تحریک کا تجزیہ کیا اور منسلکہ قرارداد منظور کی۔

ریاض احمد آف سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان لاہور

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس مورخہ ۲۰/۳/۷۷ء کو لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں موجودہ سیاسی صورت حال کے متعلق مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی شوریٰ نے اپنے اجلاس منعقدہ مؤرخہ ۱۶ جنوری ۱۹۷۷ء میں فیصلہ کیا تھا کہ مجلس احرارِ اسلام وقت کی کمی اور محدود وسائل کے ساتھ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتی، جس انداز سے الیکشن کا اعلان کیا گیا ہے اس میں دھاندلی اور دھونس کا بہت امکان ہے اور آزادانہ و منصفانہ انتخابات کی امید نہیں۔ چنانچہ ۷ مارچ کے انتخابات سے مجلس احرار اسلام کا وہ اندازہ درست ثابت ہوا اور ساری قوم نے دیکھ لیا کہ انتخابات سیاسی فراڈ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

پاکستان قومی اتحاد نے الیکشن کو تسلیم نہ کرنے کا جو اعلان کیا ہے مجلس احرار اسلام اس کی مکمل پرزور تائید کرتی ہے، الیکشن میں دھاندلی اور فراڈ کر کے پیپلز پارٹی نے اپنی جمہوریت اور عوام دشمنی کا ثبوت مہیا کر دیا ہے۔ اور ساری قوم متفقہ طور پر اس انتخابی فراڈ سے بخوبی آگاہ ہے جس کے نتیجے میں ایک ملک گیر تحریک کا آغاز ہو چکا ہے۔ پاکستان کی سالمیت اور استحکام اور بقا کا تقاضا ہے کہ پر امن عوامی تحریک کو کامیاب بنایا جائے۔ تاکہ فراڈ کرنے والے اپنے کیے کی سزا پا سکیں اور آئندہ بھی کسی کو مملکت خداداد پاکستان کے ساتھ انتخابی دھاندلیاں یا فراڈ کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

پیپلز پارٹی کی طرف یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ انتخابات میں دھاندلی نہیں ہوئی۔ اور انہیں عوام کی تائید حاصل ہے، اس لیے پیپلز پارٹی کے اپنے مفاد میں ہے کہ دوبارہ انتخابات کرا کے قوم سے اس دعویٰ کی تصدیق کرائی جائے۔ اگر دوبارہ انتخابات نہ کرائے گئے تو قوم کے ایک ایسے بحران کے شکار ہو جانے کا خطرہ ہے جس کے دور رس نتائج قومی مفادات کو نقصان پہونچا سکتے ہیں ـــ!!

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام پر تشدد فوراً بند کیا جائے۔ اور تحریک کو دبانے کے لیے انسانی خون سے ہولی کھیلنے سے اجتناب کیا جائے۔

یہ اجلاس انتظامیہ کو متنبہ کرتا ہے کہ مساجد کی حرمت کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی قسم کی زیادتی نہ کرے اور اس سلسلے میں مجلسِ احرارِ اسلام کا یہ اجلاس واضح کر دینا چاہتا ہے کہ بعض حلقوں سے جو گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ مساجد کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ کہ اسلام میں دین و سیاست جدا نہیں۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ

بقیہ ص ۲۸

الطاف الرحمٰن بنوی

موجودہ عوامی تحریک شعائرِ اسلام کی تضحیک اور جمہوری عمل کے انقطاعِ کلّی کے خطرے کا قدرتی ردِعمل ہے ، جمہوریت بلاشرائط معائب و مصائب کا پلندہ ہے

بالغ رائے دہی کی بنیاد پر انتخابات اور آبادی کے اکثریتی فیصلے کے مطابق اقتدار و حکمرانی کا استحقاق عقلی اور نقلی طور صحیح ہے یا نہیں۔ تمام جمہوری ممالک میں اس بحث و نزاع کو ختم کیا گیا ہے اور اکثریتی رائے کو صحت و صداقت کی سند عطا کی گئی ہے قومی اور ملکی اختیارات و تصرفات کی تفویض و سپردگی کا یہ طریقہ اگرچہ عینِ صواب تو نہیں۔ مگر اقرب الی الصواب ضرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر غیر شخصی اسلامی ممالک نے بھی اسی طریقے کو اپنایا ہے۔ اور حکومت کی سب سے بڑی کلیدی آسامی (صدارت یا وزارت) کو اسی طرز تقرری سے پُر کرتے ہیں۔

اگر کسی ملک میں جمہوریت کے بنیادی تقاضے پورے کیے جاتے ہوں تو اس نظام کی افادیت اور نتیجہ خیزی سے انکار نہیں کیا جا سکتا، مگر بدقسمتی سے گنتی کے چند ملکوں کے سوا روئے زمین کی تمام جمہوری حکومتوں میں ان کے لازمی شرائط تک کو پامال کیا جاتا رہا۔ جن کی بدولت یہ خوش لیبل نظام اپنے زیر سایہ ممالک کے لیے زبردست اخلاقی زوال، معاشرتی فساد، معاشی بدحالی اور سیاسی اضطراب و بے چینی کا موجب بنتا چلا جا رہا ہے۔

جمہوریت کی نیک انجامی کے لیے ہر فرد ملت کا کم از کم اس قدر سیاسی شعور سے بہرہ ور ہونا ناگزیر ہے جس کی مدد سے وہ اپنا انفرادی وجود کا اس کے قومی وجود سے مربوط و متعلق ہونا واضح طور پر محسوس کرتا ہو۔ اور وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتا ہو کہ قومی سطح پر ہونے والی کوئی بھی تبدیلی اس کی اپنی ذات سے خارج کوئی برتر مسئلہ نہیں جسے غیر متعلقہ سمجھ کر آسانی سے نظرانداز کیا جا سکے۔ بلکہ وہ اس کا اپنا ہی معاملہ ہے اور اس کے لیے اتنا ہی غور طلب اور قابلِ لحاظ و رعایت ہے جتنا کہ اس کا کوئی شخصی قضیہ اور نجی معاملہ ہو سکتا ہے۔

دوسری بات جو جمہوریت کی نشو و نما کے لیے اس سے بھی اہم اور ضروری ہے وہ عوام الناس کی آزادیٔ رائے ہے۔ ملک کے طول و عرض میں کسی بھی فرد یا جماعت کی طرف سے کوئی بھی ایسا قول و فعل وجود میں نہ آئے جس سے رائے عامہ پر کسی درجے میں بھی دباؤ پڑنے کا اندیشہ ہو۔ سیاسی شعور اور قومی ذمہ داریوں کے احساس کے بغیر عام انتخابات خود غرضی اور جاہ طلبی کی جنگ بن جاتے ہیں۔ اور یہ انسانی حقوق کے تنزل و انحطاط کا نقطۂ آخیر ہوتا ہے۔ پھر اسی کشاکش کے نتیجے میں وہ معاشرتی فساد رونما ہوتا ہے جس سے ملک و ملت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہونچ جاتا ہے

اسی طرح آزادیٔ رائے کے فقدان کی صورت میں انتخابات ایک ڈھونگ کے سوا کچھ نہیں ہوتے انتخابی انتظامات کے بہانے سے بیت المال کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کے دروازے کھل جاتے ہیں اور پھر متقابل گروہوں کی جانب سے انتخابی مہم میں خرچ ہونے والی خطیر رقوم بھی تو قومی دولت کا حصہ ہوتے ہیں جو غیر پیداواری اور غیر ترقیاتی مصارف کی نذر ہو جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں ملکی معاشیات بُری طرح متاثر ہو جاتے ہیں۔ نیز سیاسی ہنگامہ آرائیوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو دل و دماغ کو ماؤف کر دینے والی بے چینی و بے قراری پر منتج ہوتا ہے غرض موجودہ مروجہ جمہوریت جو "حق بہ حقدار رسید" کے سلسلے میں انسانی فکر و دماغ کا انتہائی منصفانہ فیصلہ تصور کیا جاتا ہے، مذکورہ شرائط ہی سے دامن ہو کر ایک ایسی گھناؤنی شکل اختیار کر لیتی ہے جو افرادِ ملت کے خود اعتمادی، عزتِ نفس اور خودی اُنا کے تحفظ اور قومی غیرت کہ دار کی تعمیر تو کیا کرے۔ ظاہری اور باطنی تخریب اور اجتماعی شکست و ریخت کا سبب بن جاتی ہے۔

پاکستان بھی دنیا کے جمہوری ممالک کی صف میں "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے نام سے ایک مشہور و معروف مملکت ہے اور یہاں بھی جمہوریت بلا لوازم و شرائط کا بوم اپنے وجودِ منحوس سے ہمارے اوپر سایہ کیے ہوئے ہے یہاں پر پہلے تو تعلیم و تربیت اتنی عام نہیں جس سے ملک کا ہر بالغ فرد آسانی سے مستفید ہو سکے۔ اور جو کچھ ہے تو اس معیار کی نہیں جو کما حقہٗ طور پر سیاسی شعور اور قومی ذمہ داریوں کا احساس صادق پیدا کر سکے۔ پھر رائے عامہ کی آزادی کی نہیں بلکہ ہر دور میں اس کی تقیید اور مغلوب و مرعوب کرنے کی ایسی ایسی کوششیں ہوتی رہی ہیں جن کے بعد اچھے اور بہتر نتائج کی توقع رکھنا خالی خیالی ہی ہو سکتی ہے۔

یہ مملکت اسلام کی اساس پر ایک نظریاتی ریاست کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر ابھرا تھا۔ اسی وجہ سے اس کے آئین میں قرآن و سنت کو ہر طرح کی آئین سازی کے لیے بطور محور تسلیم کیا جاتا رہا، مگر دستور کی اس مرکزی دفعہ کی کتنی بار اور کیسے کیسے تضحیک کی گئی ؟ پاکستان کی تیس سالہ زندگی کے مختلف مراحل و ادوار اس استفہام کا تفصیلی جواب مہیا کرتے ہیں۔

دوسرے نمبر پر حکومت کے دست راست عبدالحفیظ پیرزادہ کا جسمانی ورزش کے نام پر اسلام آباد میں نوجوان لڑکیوں کا میلہ لگانا آتا ہے۔ پاکستان کے غیور عوام محسوس کر رہے تھے کہ یہ کثیف تقریبات اور کریہہ مناظر ہماری بیٹیوں اور بہنوں کی ردا ر حیا کو تار تار کرنے کی اس منظم سازش کی دوسری کڑی ہے۔ جس کا آغاز چند مہینے پہلے بلوچستان میں ہو چکا تھا اس کے بعد حکومت کی طرف سے عورتوں کی آزادی کی باقاعدہ مہم چلائی گئی جس میں خدا معلوم کیسے کیسے ہفتوں اور عشروں کا اہتمام کیا گیا۔ اور اس طرح صنف نازک کو مسلمان مردوں کے خلاف اکسایا اور بھڑکایا گیا۔ اور اسلام کی ازدواجی اور عائلی زندگی کو تہس نہس کرنے کے راستے ہموار کیے جاتے رہے مرد کی قوامیت اور عورت کی مستوریت کا اسلامی تصور تمام مشرقی ممالک اور خاص کر پاکستان کے عوام کے دلوں میں اتنا پختہ اور راسخ ہے کہ اس کے خلاف کوئی نعرہ تو کیا کوئی اشارہ بھی برداشت نہیں کیا جاتا۔ پاکستانی عورت کو بلا واسطہ اور مرد کو بالواسطہ ماڈرن بنانے کی حکومت کی یہ عملی جدوجہد یہاں کے باشندوں کو سخت ناگوار گزر رہی تھی، مگر اقتدار کی حد بندیوں نے احاطہ کر لیا تھا جس کی وجہ سے بظاہر تو سکون معلوم ہو رہا تھا، لیکن قوم کے اجتماعی ضمیر میں نفرت و عداوت کی بھٹیاں دہک رہی تھیں۔

تیسرے نمبر پر اور آخری بات جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہے وہ وزیر اعظم کا لاہور کے جلسۂ عام میں شراب نوشی کا برملا اعتراف اور قائد کی تقلید میں مقلدین کی جانب سے پاکستان کے مختلف شہروں میں شراب کی سر بازار تقسیم سے پوری قوم دم بخود ہو کر رہ گئی۔ اور پھر اپنے ہوش و حواس کو ٹٹولنے لگی کہ کیا ہیں یہی ہوں اور کہنے اور کرنے والے ہم ہی ہیں۔

شراب کی حرمت قطعی اور ابدی ہے اور شریعت اسلامی کی رو سے اس کے بھرے جام اور قطرے میں کوئی فرق نہیں، اس کی خباثت میں یہاں کبھی اور کوئی کلام نہیں کیا گیا مگر پیپلز پارٹی کے دور خباثت میں اس میں بھی کمی بیشی اور تھوڑے بہت کے خطوط کھینچے جانے لگے جس سے اہل وطن کے دل ٹوٹنے اور پھٹنے لگے اور اسی روز سے انہوں نے فیصلہ کیا کہ بھیانک مستقبل کی طرف لے جانے والی قیادت کو بدلنا فرض عین ہو گیا ہے۔ چنانچہ اسی عزم بالجزم کے ساتھ انتخابات میں حصہ لیا۔ ان کے اسی لگاؤ سے مسند اقتدار تک پہنچنے کے لیے بار بار غلط فائدہ لیا جاتا رہا ہے۔ اہالیان پاکستان اسلام کے ساتھ شعوری اور ارادی محبت سے بہت زیادہ غیر شعوری اور جذباتی قسم کا لگاؤ رکھتے ہیں اور وہ جمہوری سود زیاں اور شہری حقوق کے وجود و عدم کی بحثوں کو دماغی ورزش یا حصول اقتدار کی رسہ کشیاں سمجھ کر خاطر انداز کر سکتے ہیں، مگر دین و مذہب کے معاملے میں ان کا معاملہ بالکل اس سے مختلف ہے۔ قارئین نوائے وقت کو یاد ہو گا کہ ایوبی حکومت کا وجود ہی غیر آئینی اور غیر جمہوری تھا اور اس کے دور میں آزادیٔ عوام کا کونسا دریچہ تھا جس کو مقفل نہ کیا گیا، مگر ان تمام باتوں کے باوجود سناٹا طاری تھا، مگر جونہی ان کے پروردوں نے اسلامی تحقیقات کے نام سے اسلامی اقدار کو مسخ کرنا شروع کیا، ملک کے طول و عرض میں وہ آگ لگ گئی جس نے اس کو بھسم کیے بغیر نہ چھوڑا۔ بالکل یہی صورت حال ہے عوامی حکومت کی بھی اور آج کے روبہ عروج تحریک کی بھی۔

بالآخر وہ وقت کہ ووٹ کے ذریعے اپنا قومی نمائندہ چنا جائے۔ اس سلسلے میں قومی اسمبلی کے انتخابات کرائے گئے اور بظاہر ایک آئینی تقاضے کو پورا کیا گیا۔ مگر اس کے دوسرے ہی روز ملک کے ایک سرے سے کر دوسرے سرے تک ایک ہی آواز سنائی دینے لگی اور وہ یہ کہ نتائج قطعاً تسلیم نہیں۔ کیونکہ انتخابات نہیں محض ایک ڈھونگ رچایا گیا ہے اور قوم کے ساتھ ایک بہت بڑا فراڈ اور دھوکہ کیا گیا ہے۔ حکومت کے ایوانوں سے الزامات کا یہ جواب دیا گیا کہ کوئی دھوکہ نہیں، پیپلز پارٹی کے حکومت کے دور کی بے شمار اصلاحات اور تعمیری و ترقیاتی سکیموں کی وجہ سے عوام نے دوبارہ اعتماد کا اظہار کیا ہے اور یہ کہ اتحاد کو اپنے جلسے اور جلوسوں میں عوامی کثرت نے غلط فہمی میں ڈال دیا تھا۔ عوام اول سے لے کر آخر پیپلز پارٹی کے ساتھ تھے۔ اور اب بھی بدستور ہیں۔ یہاں ایک چھوٹی سی بات کہے بغیر آگے گزرنا اچھا نہیں معلوم ہوتا اور وہ یہ کہ کسی کا نظریاتی طور پر اتحاد کا حامی ہونا اور بظاہر پیپلز پارٹی کی صفوں میں اچھلنا کودنا تو قابل فہم ہے کہ اس طرح سے نہ صرف اقتدار کے غیض و غضب سے محفوظ رہنے کی آسان ہی سبیل نکل سکتی تھی، بلکہ کسی قدر نوازشات کی بھی امید کی جا سکتی تھی۔ مگر پیپلز پارٹی کے ہم مشرب کو اتحاد کے جلسوں اور جلوسوں میں شرکت کرنے اور ان کی رونق کو دوبالا کرنا کم سے کم ہماری سمجھ سے تو بالاتر ہے کہ اس دو رنگے پن میں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تھا۔

بہر حال اس آواز نے بہت جلد انتخابات کو کالعدم قرار دینے کے پرزور مطالبے کی شکل اختیار کی اور اس کو منوانے کے لیے ایک جاندار تحریک اٹھی۔

بلاشبہ انتخابات جمہوری عمل کے تسلسل کو برقرار رکھنے اور اقتدار کے پرامن انتقال کے لیے ضروری ہیں۔ ناراض اور مشتعل عوام اپنے قہر و غصے کو ایک وقت تک مؤخر اور ملتوی تو کر سکتے ہیں، مگر اسے فنا اور مٹا تو نہیں سکتے۔ خدانخواستہ اگر اس آئینی طریقے سے بھی اعتماد اٹھ گیا تو ناراضگی اور غم و غصے کے اظہار کے لیے کسی موقع و محل کا انتظار نہیں کیا جائے گا اور نظم مملکت کا سارا کاروبار درہم برہم ہو جائے گا۔

قومی والوں کا کہنا ہے کہ بہت بڑے پیمانے پر دھاندلی ہوئی ہے اور حکومت کچھ کا اقرار اور کچھ کا انکار کرتی ہے۔ نتیجۃً نفس دھاندلی پر اتفاق ہے جو دوبارہ انتخابات کے لیے وجہ جواز پیدا کرتی ہے۔ اندریں حالات بعض انتہائی ذمہ دار لوگوں کا یہ کہنا کہ دوبارہ انتخابات کی آئین میں گنجائش نہیں اور اس کے لیے کوئی ترمیم ہی کرنی پڑے گی انتہائی قابل افسوس ہے۔ ہم کوئی وکیل اور قانون دان تو نہیں ہیں کہ اس مسئلے پر تفصیلی روشنی ڈال سکیں۔ لیکن اتنی بات تو سمجھ ہی جاتے ہیں کہ آئین منصفانہ اور غیر جانب دارانہ انتخابات کی ضمانت دیتا ہے۔ اب یہاں منصفانہ الیکشن ہوا ہی نہیں۔

یہاں اکثر و بیشتر یہی ہوتا رہا ہے کہ پہلے تو ترمیم در ترمیم اور مبہم تشریحات کی بھرمار سے آئین کی رُوح اور معنویت کو ختم کرنے کی سعی کی جاتی ہے جس سے وہ محض ایک نقش قرطاس ہی رہ جاتا ہے جو کسی بھی بدعنوانی اور بے ضابطگی کی گرفت ہی نہ کر سکے۔ اس طریقے سے حکمرانوں کی من مانیوں اور چیرہ دستیوں کے لیے کافی گنجائش نکل آتی ہے اور عوام کی آزادی کا دائرہ تنگ سے تنگ تر ہو جاتا ہے اور اگر اس عیاری کے باوجود بھی آئین کے کچھ انتہائی سخت جان حصے اپنی تاثیر و فعالیت پر مُصر ہوں تو قوت نافذہ کی طرف سے اس کے عملی اجراء میں حد درجہ سرد مہری برتی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بدنصیب ملک آئین کے ہوتے ہوئے بے آئینی کا شکار چلا آ رہا ہے۔

اگر جمہوریت کا معنی فی الواقع جمہور عوام کی رائے اور مرضی کے احترام کے ہیں تو ہم بڑے واشگاف الفاظ میں یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اس قسم کی جمہوریت کا یہاں کسی زمانے میں بھی چلت اور رواج نہیں رہا ہے وہی جمہور جن کی وحدت فکر اور عملی جدوجہد سے اس مملکت کا قیام عمل میں آیا روزِ اول سے لیکر آج تک یہی رائے پیش کرتے رہتے ہیں کہ یہاں اسلامی آئین جاری ہو، مگر ان کی اس رائے کو کوئی وقعت نہیں دی جا رہی ہے اور حق و انصاف کے ہر معیار پر پوری پوری اترنے والی اس بات کو دم تحریر تک برابر ٹالا جا رہا ہے۔ اور اس مجرمانہ اعراض کا جواز پیدا کرنے کے لیے اگر مگر کی غلط سلط تاویلیں کی جا رہی ہیں۔

یہاں قادیانی فتنے نے سر اٹھایا۔ جس کی بنیاد ہی نفی اسلام اور اس کی وساطت سے نفی پاکستان پر استوار ہے۔ پاکستانی عوام کو اسلام سے والہانہ محبت ہے اور قادیانیت کا اسلام سے تصادم بالکل واضح اور غیر مشتبہ ہے۔ اس لیے سب نے بیک آواز اس کی مخالفت کی۔ مگر اقتدار کے نشے میں بدمست حکمرانوں نے جمہور کی کوئی پرواہ نہ کی اور قادیانیت کو اپنے آغوش اقتدار میں بٹھا کر لوریاں دیں اور بالآخر جب اس مخالفت نے ملک گیر تحریک کی شکل اختیار کی تو ظالم حکمرانوں نے ظلم و بربریت کا بازار گرم کیا اور نہتے شہریوں کو خاک و خون میں لتھیڑا گیا۔

اسلام اور جمہوریت کا پرزور مشترکہ مطالبہ ہے کہ قادیانیت کو سرزمین پاک پر پھلنے، پھولنے اور اسلام کے تقدس سے کھیلنے کی اجازت نہ دی جائے۔ مگر دنیا دیکھ رہی ہے کہ اس جائز ترین مطالبے کو کیسی بے دردی سے مسترد کیا جاتا رہا ہے۔ بصد مشکل اقلیت قرار دینا اس مسئلے کا کوئی مستقل اور پائیدار حل نہیں۔ جب کہ اس فیصلے پر بھی عملدرآمد میں کافی لیت و لعل سے کام لیا جا رہا ہے۔

ابھی ہی ذکر کیا جا چکا ہے کہ ہمارے ہاں صحیح جمہوریت پنپنے کے لیے ابھی مناسب ماحول اور سازگار فضا قائم نہیں ہو سکی ہے۔ اس لیے بجز اسلام سے براہ راست ٹکر لینے کے اقتدار کے دوسرے آئینی اور جمہوری عیوب کی طرف عوام زیادہ تر ملتفت ہی نہیں ہوتے۔ لہذا ہر قومی مسئلے پر عوامی ردعمل کا انتظار کرنا اور اسی کی مناسبت سے ان کے جمہوری اور غیر جمہوری ہونے کا پتہ چلانا کوئی حقیقت پسندی اور جمہوریت پسندی نہیں۔ خصوصاً جبکہ مسلسل تجربات سے بے چارے عوام کا یہ ذہن بن گیا ہے کہ فقط اظہار رائے یا نرے مطالبات سے یہاں کوئی مسئلہ بنتا ہی نہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آزادانہ اظہار رائے گوناگوں مشکلات کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ عدل و انصاف اور اس کے تقاضے بہت روشن اور واضح ہیں۔ اپنی ذات کی دنیا سے نکل کر قومی نقطہ نظر سے سوچنے والا ہر فرد کا وجدان خود بخود اس کا ادراک کر لیتا ہے، لیکن خلوص بہرحال شرط ہے۔

آیئے اب ذرا پاکستان کی موجودہ عوامی تحریک کے اسباب و مُہیجات اور اس کی صحیح نوعیت معلوم کرنے کے لیے مل بیٹھیں

پاکستان اور جمہوریت کے ضمن میں ہماری پیش کردہ گذارشات اگر مبنی برحقیقت ہیں (اور یقیناً ہیں۔ بشرطیکہ کسی کو خواہ مخواہ کی نکتہ آفرینیوں اور موشگافیوں کا شوق نہ چرایا ہو) تو ان کی روشنی میں سب سے پہلے جو اصولی بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ملک گیر تحریک اقتدار کی کسی ایسی فحش غلطی کی صدائے بازگشت ہو سکتی ہے جس سے براہ راست اسلامی اقدار کو نقصان پہنچا ہو یا جمہوریت کے کل وجود کو خطرہ لاحق ہو گیا ہو۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے شش سالہ دورِ حکومت میں عوام کے آئینی اور جمہوری حقوق کا کیا حال رہا۔؟ اور حکومت کے قول و فعل میں کس قدر تضاد یا مطابقت رہی۔؟ اور ملک کے باشعور طبقے پر اس کے کیا کیا اثرات پڑتے رہے تھے۔؟

یہ ایک طویل اور غامض بحث ہے جس کے لیے ملکی حالات اور انسانی نفسیات کے عمیق مطالعے کی ضرورت ہے۔ ہم تو صرف ان مشاہد و محسوس امور کا ذکر کرنے لگے ہیں جن سے پاکستان کا عام آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، اور جن سے بہت ہی قلیل عرصے میں انتہائی سرعت کے ساتھ تحریک کا تانا بانا تیار ہوا۔

سو اس سلسلے میں سب سے اوّل اور سب سے زیادہ اشتعال انگیز تو حکومتی پارٹی کے چیئرمین جناب بھٹو صاحب کا شعائر اسلامی کی وہ تضحیک ہے جو ان کی فطرت کا حصہ بن گئی تھی اور جس سے وہ اپنے انتخابی مہم میں بھی باز نہ رہ سکے۔ بلوچستان میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے پردے کو عورتوں کے قید و بند سے تعبیر کیا اور حجاب کو ایک فرسودہ رسم قرار دیا اور کھلے بندوں عورتوں کو حجاب کی پابندیاں ختم کرنے کی ترغیب دی۔ اس ضمن میں آں جناب نے بے حجابی کے جواز بلکہ فضیلت پر نہایت لطیف پیرائے میں مس فاطمہ جناح، نصرت بھٹو، اور بیگم رعنا لیاقت علی خان کی بے پردگی سے استدلال کیا اور یوں ان بیگمات کی تقلید میں پاکستان کی دوسری خواتین کو بھی گھروں سے باہر بھرے بازاروں اور کھلی شاہراہوں پر لانے کی کوشش کی۔! پردہ اسلامی معاشرت کا جزو لاینفک ہے۔ عملی طور پر کتنی ہی کمزوری سہی، اعتقادی طور پر ہر مسلمان کو بلا تامل تسلیم ہے اور اس کی حقانیت و افادیت پر ایمان رکھتا ہے۔ حجاب کے اس جرأت مندانہ استخفاف نے بھٹو صاحب کی شخصیت کو بہت بڑا دھچکا لگایا اور اب اسلامیانِ پاکستان ان کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگے ہیں۔

محمد سعید الرحمٰن علوی کے قلم سے

سیاسی رہنماؤں سے یہ سلوک کیوں؟

ایک سفر کی مناسبت سے

ہمارے ملک کی یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ یہاں جو فرد یا جماعت برسراقتدار آتی ہے وہ اپنے آپ کو نہ صرف یہ کہ عقلِ کل سمجھ بیٹھتی ہے بلکہ اسے حب الوطنی کا بلا شرکتِ غیرے ٹھیکیدار ہونے کا مرض بھی لاحق ہو جاتا ہے اس سوچ نے ہمارے ملک کو جتنا نقصان پہونچایا ہے اس سے کوئی ذی شعور پاکستانی بے خبر نہیں۔ اس مرض نے مسٹر بھٹو کے دور میں بہت زیادہ ترقی کی [illegible] اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے انہوں نے اتنے ظلم ڈھائے کہ آج وطن کا چپہ چپہ خون کے آنسو رو رہا ہے۔

اس شخص کی مشرقی پاکستان کے کروڑوں محب وطن پاکستانیوں کے حقوق کو پامال کرنے والی قوتوں کا میرِ کاروان بنکر انہیں غدار بنایا اور ان پر ایسے الزام تراشے کہ بالآخر تاریخ عالم کا وہ افسوسناک سانحہ رونما ہوا جس کی مثال شاید کہیں مل سکے۔

اس کے بعد اس نے اپنے خود ساختہ نئے پاکستان میں عجیب وغریب قسم کے جال بچھائے اور ہر وہ شخص یا پارٹی جس نے اس کی حیثیت تسلیم کرنے سے انکار کیا یہ اس کے درپے ہو گیا ہے۔

آج ملک کے مختلف حصوں میں بلانوشانِ محبت کی اَن گنت قبریں ایک سرے سے دوسرے سرے تک موجود جیلوں میں موجود ہزاروں لوگ اور ہسپتالوں میں پڑے ہوئے لاتعداد مجروح اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ مسٹر بھٹو اپنی ذات کے سوا کسی کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔

ابھی اس شخص نے انتخابات کے نام پر ڈرامہ رچایا اور اپنی مصنوعی و خود ساختہ اکثریت پیدا کی تو قوم نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور قوم کی امنگوں کے ترجمان "پاکستان قومی اتحاد" نے عوامی تحریک کا آغاز کر دیا۔ اس عوامی تحریک کو کچلنے اور دبانے کے لیے اس شخص نے ابتداً اتحاد کے رہنماؤں سے "مذاکرات" کا جال پھینکا۔ لیکن باعزت، خود دار اور سیاسی شعور کی دولت سے مالا مال عظیم المرتبت قایدین نے اس جال میں پھنسنے سے انکار کر دیا

بھٹو صاحب کے تیسرے خط کا جواب جب نفی میں ملا تو اس نے اپنی انتظامیہ کو حکم دے کر رات کی تاریکی میں شب خون مارا اور اکثر معزز رہنماؤں کو گرفتار کر لیا۔

حضرت مولانا مفتی محمود زید مجدہم اس دن شیرانوالہ لاہور میں تھے۔ رات ۲ بجے کے قریب شیرانوالہ میں چاروں طرف پولیس نے گھیرے ڈال کر انہیں گرفتار کیا۔ جو بات بتائی گئی وہ یہ تھی کہ انہیں راولپنڈی ڈسٹرکٹ جیل لے جایا جا رہا ہے، اور یہ کہ وہ "تین ماہ کے لیے ڈی پی آر کے تحت نظر بند کیے جا رہے ہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ انہیں ہری پور لے جایا گیا ہے اور سنٹرل جیل ہری پور میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔

خیال آیا کہ ہری پور جا کر حضرت مفتی صاحب سے ملاقات کی جائے [illegible]

[illegible] بجے شام جی ٹی ایس کی بس سے سوار ہو کر راولپنڈی پہونچا۔ میرے ساتھ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے جنرل سیکرٹری جناب محمد فاروق قریشی بھی تھے رات گیارہ بجے جب اپنے والد مکرم مولانا محمد رمضان علوی کے یہاں پہونچا تو وہاں جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کے ناظم نشریات مولانا حافظ محمد صادق صاحب اور ان کے برادر خورد خواجہ محمد طارق موجود تھے۔ معلوم ہوا کہ ان کا مقصد بھی وہی ہے جو ہمارا۔

ہم چاروں ۳۰ مارچ کی صبح ہری پور روانہ ہوئے وہاں پہونچتے ہی آزادی برصغیر کے نامور رہنما جناب حکیم عبدالسلام صاحب مرحوم کی دکان پر گئے اور ان کے فرزند جناب حافظ حکیم عبدالرشید صاحب سے ملاقات ہوئی۔

یہ خبر اس دن پڑھ چکے تھے۔ کہ حضرت مفتی صاحب کے فرزند صاحبزادہ فضل الرحمٰن صاحب اور سیکرٹری چوہدری محمد شریف صاحب ملاقات نہیں کر سکے۔ حکیم عبدالرشید صاحب نے مزید تفصیلات بتلائیں۔

حکیم عبدالسلام صاحبؒ کی دکان پر حاضر ہوتے ہی کئی بھولی بسری یادیں تازہ ہو گئیں۔ مرحوم کی بے پناہ شفقت یاد آگئی۔ ان کی بھینی بھینی گفتگو جو مجھ جیسے ایک سیاسی ورکر کے لیے انتہائی قیمتی ہوتی تھی اس کا اب تصور ختم ہو چکا تھا تاہم میں [illegible] مطمئن تھا کہ یہ غنیمت [illegible] ہے جو [illegible] متعین [illegible]

پریس کانفرنس

جناب نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب قائمقام صدر پاکستان قومی اتحاد منعقدہ دفتر پاکستان قومی اتحاد صوبہ پنجاب ۳۲۔ نکلسن روڈ لاہور بتاریخ ۹ مارچ ۷۷ء بوقت ۳ بجے بعد دوپہر۔

جناب بھٹو نے اپنی طویل تقریر میں حسب معمول پاکستان قومی اتحاد اور اس کے رہنماؤں کے خلاف صرف الزام تراشی کی، بلکہ غلط بیانیوں کی انتہا کر دی۔ اسے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر پورے ملک میں نشر کیا گیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ قومی اتحاد کو بھی موقع دیا جاتا اور ان کے بے سروپا الزامات کے جوابات کے لیے یہی ذرائع انہیں بھی میسر آتے۔ لیکن بھٹو صاحب سے ان کی روایات کے برعکس ایسی توقع کرنا قرین دانش نہیں، اس لیے ہمیں پریس کانفرنس پر ہی اکتفا کرنا ہوگا۔ اگرچہ یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ حکمران طبقہ کی واضح ہدایات کے تحت پریس ٹرسٹ کے اخبارات ہماری گذارشات کے ساتھ کبھی نہیں انصاف کریں گے۔

بھٹو صاحب نے پاکستانی عوام اور عالمی رائے عامہ کو یہ کہہ کر گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ انتخابات میں متوقع دھاندلیوں کے بارے میں ۷ مارچ تک ہم نے کوئی لب کشائی نہیں کی۔ حالانکہ یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ،

دھاندلیوں کے خلاف احتجاج کا آغاز تو ۷ جنوری ۱۹۷۷ء سے ہو چکا تھا۔ جناب جان محمد عباسی کو ۱۷ جنوری کو اغوا کیا گیا تھا تاکہ وہ وزیراعظم کے مقابلے میں کاغذات نامزدگی داخل نہ کر سکیں اس طرح تمام وزرائے اعلیٰ انتظامیہ کے ذریعہ جبر و تشدد کے طریقوں کو بروئے کار لا کر بلا مقابلہ منتخب قرار دیا گیا۔ جب اس کے خلاف عوام کا شدید ردعمل ہوا تو نام نہاد انصاف کی نمائش کی غرض سے دونوں وزرائے اعلیٰ کے حلقہ ہائے انتخاب میں دوبارہ درخواستیں دلوائی گئیں۔ اب بھٹو صاحب کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ ان میں سے ایک وزیراعلیٰ کو اس بات کا گواہ بنایا گیا ہے کہ بھٹو صاحب نے ان کی موجودگی میں پانچوں ڈویژنوں کے کمشنروں کو آزادانہ انتخابات کے لیے ہدایات دی تھیں۔

۲۔ ہمارے امیدواروں ان کے تجویز اور تائید کرنے والوں کو پولیس کے ذریعہ اغوا کرانے انہیں اور ان کے عزیز واقارب کو پریشان کرنے کے واقعات ہماری طرف سے مسلسل منظر عام پر لائے گئے۔

۳۔ انتظامیہ کی تمام مشینری پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لیے وقف کر دی گئیں کمشنر ڈپٹی کمشنر اور

اپنے اپنے علاقے میں پیپلز پارٹی کے انتخابی مہم کے انچارج تھے۔ پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو سرکاری جیپیں فراہم کی گئیں۔ ریٹرننگ افسران اور مجسٹریٹ ان کے حق میں کنویسنگ کرتے رہے۔ ہمارے اہم کارکنوں کی گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔ یہ تمام حقائق پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں نے پبلک جلسوں اور پریس کانفرنسوں میں بیان کیے اور چیف الیکشن کمشنر کو بھی ہمارے امیدواروں نے تاروں کے ذریعے سے انتظامیہ کے طرز عمل سے آگاہ کیا۔

۴۔ پولنگ سٹیشنوں کا تعین اور ان کے عملہ کا تقرر پیپلز پارٹی کے امیدواروں کی خواہش کے مطابق کیا گیا اور کئی حلقوں میں ان کا ردعمل بھی ان کی منشا سے ہوا۔ ہم نے اس کھلی جانبداری کے خلاف بھی مسلسل احتجاج کیا، لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

ان شواہد کی موجودگی میں صرف بھٹو صاحب ہی کہہ سکتے ہیں کہ ۷ مارچ سے پہلے حزب اختلاف نے کوئی احتجاج یا شکایت نہیں کی تھی۔

سات مارچ قومی اسمبلی کے پولنگ کے دوران پولنگ سٹیشنوں پر وسیع پیمانے پر سوچے سمجھے منصوبے کے تحت دھاندلیاں کی گئیں۔ کثیر تعداد میں جعلی ووٹ ڈالے گئے۔ پاکستان قومی اتحاد کے ووٹروں اور کارکنوں کو زدوکوب اور گرفتار کر کے خوف و ہراس کی فضا پیدا کی گئی۔ کئی پولنگ سٹیشنوں پر سرے سے پولنگ ہی نہیں ہوا۔ پیپلز پارٹی کے مسلح غنڈے کئی مقامات پر پولنگ بوتھوں میں داخل ہو کر بیلٹ بکس اٹھا کر لے گئے۔ لاہور میں وفاقی حکومت کا وزیر قانون اس دن مسلح ہو کر پولنگ اسٹیشن پر گیا اور کئی مقامات سے بیلٹ بکس اٹھا کر لے گیا۔ ان تمام دھاندلیوں کے باوجود قومی اتحاد کے امیدواروں کی غالب اکثریت انتخابات میں کامیاب ہو رہی تھی۔ مگر حکومت نے ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ پیپلز پارٹی کے نامزد امیدواروں کی جعلی کامیابی کا اعلان کرنا شروع کر دیا۔

۷ مارچ کو ملک بھر سے دھاندلیوں کے خلاف بے شمار شکایات سے الیکشن کمیشن کو مطلع کرایا گیا۔

بھٹو صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جلسوں میں لوگ جذباتی ہو جاتے ہیں اور ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں اس لیے ہم نے اپنی مقبولیت کے بارے میں غلط اندازے لگائے تھے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ۷ مارچ کے بعد عوامی تائید کے جو بے نظیر مظاہرے ۱۰ مارچ کو صوبائی اسمبلیوں کے بائیکاٹ کے سلسلے میں اور ۱۱ مارچ کو ملک گیر ہڑتال کی صورت میں ہوئے وہ کس جلسے اور جلوس کی وجہ سے تھے اور ۱۴ مارچ کو ملک کے طول و عرض میں جس طرح تو

پرامن جلوسوں کی شکل میں مسلسل احتجاج کرتے رہے۔ اور گرفتاریاں پیش کر رہے ہیں۔ بلا جواز آنسو گیس لاٹھی چارج اور فائرنگ کا مقابلہ کر رہے ہیں کیا وہ بھی کسی وقتی جذبہ کے تحت ہو رہا ہے اور ۲۶ مارچ کو بھٹو صاحب کا چیلنج قبول کرتے ہوئے جس طرح کراچی سے پشاور تک ہر شہر اور ہر قصبہ میں ہڑتال کی گئی آیا وہ عوام کا واضح اور مؤثر فیصلہ تھا کہ نہیں؟

عوامی حکومت کی نام نہاد اصلاحات سے عوام کو قطعاً کوئی فایدہ نہیں پہونچا، بلکہ ملک ہر طبقہ اس کے خلاف سراپا احتجاج بنا ہوا ہے، ملک اقتصادی طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے۔ مہنگائی اور بیروزگاری نے عوام کا کچومر نکال دیا ہے۔ جعلی انتخابات کے بعد ضروری اشیاء کی قیمتوں میں بہت اضافہ ہو گیا ہے نجی صنعتوں کے قیام کے امکانات کو ختم کر دیا گیا ہے چھوٹے صنعت کار، چھوٹے تاجر اور چھوٹے سرمایہ کار خوف زدہ ہو چکے ہیں۔ کاشتکار پریشان حال ہے طالب عدم اطمینان کا شکار ہے، وکلاء ملک کے عوام کے ساتھ قانون کی حکمرانی کے لیے سڑکوں پر آکر احتجاج کر رہے ہیں۔ خارجہ پالیسی ناکام ہو چکی ہے اور آج پاکستان بین الاقوامی طور پر ان دوست ممالک اور اقوام کی حمایت سے بھی محروم ہے جن کے ساتھ ماضی میں ہمارے گہرے تعلقات اور روابط تھے۔

غرض ان نام نہاد اصلاحات کے باوجود ملک بھر میں حکمران طبقہ کے خلاف بیزاری اور نفرت اپنے عروج پر پہونچ چکی ہے۔

بھٹو صاحب کا دعویٰ ہے کہ مختلف اصلاحات کی وجہ سے مزدوروں اور اقلیتوں نے انہیں ووٹ دیئے۔ حالانکہ کون نہیں جانتا کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مزدوروں کی حمایت میں بلند بانگ دعوے کرنے والی پارٹی کے دورِ اقتدار میں سب سے زیادہ مزدوروں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور اس کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے سب سے زیادہ جانی و مالی نقصان انہیں برداشت کرنا پڑا ہے۔ اس لیے معاشرے کے تمام طبقات کی طرح ملک کے مزدوروں اور محنت کشوں نے بھی پاکستان قومی اتحاد کا نہ صرف انتخابات میں بھرپور ساتھ دیا۔ بلکہ اب بھی دے رہے ہیں۔ اس طرح اقلیتوں کے بارے میں بھی ان کا دعویٰ بعید از حقیقت ہے، کیونکہ انہیں اپنے نمائندے براہ راست منتخب کرنے کے حق سے پیپلز پارٹی کی حکومت نے محروم کیا ہے۔ اور اب ان کے نمائندے اکثریتی پارٹی کے نامزد امیدوار ہوتے ہیں جو حکمران پارٹی کے ایجنٹ تو کہلا سکتے ہیں ان کے منتخب نمائندے نہیں کہے جا سکتے۔ اس کے برعکس پاکستان قومی اتحاد نے اپنے منشور میں اقلیتوں کو اپنے نمائندے براہ راست منتخب کرنے کا وعدہ کیا ہے جو انہیں پاکستان کے ذمہ دار اور عزتِ نفس سے بہرہ ور شہری بنانے کے لیے بے حد ضروری ہے۔ اس لیے ان انتخابات میں ان کا اتحاد کے نمائندوں کی تائید کرنا فطری امر تھا۔

اس طرح یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ خواتین کی حمایت انہیں حاصل تھی یہ بات بھی حقیقت سے بعید ہے کیونکہ قومی اتحاد نے خواتین کے لیے بھی ان تمام حقوق کو بحال کرنے کا وعدہ کیا تھا جو اسلام نے انہیں عطا کیے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ سب سے زیادہ دھاندلی خواتین کے پولنگ سٹیشنوں پر روا رکھی گئی۔ انہیں ووٹ دینے کے حق سے محروم رکھا گیا۔ انہیں پولیس اور فیڈرل سیکورٹی فورس کے ذریعہ زود کوب کیا گیا۔ آج جہاں ملک کے مرد ملک کے گوشہ گوشہ میں احتجاج کر رہے ہیں وہاں خواتین بھی ملک کے اکثر و بیشتر شہروں میں جلوس نکال کر قومی اتحاد کے مطالبات کی حمایت میں مظاہرے کر رہی ہیں۔

بھٹو صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ لوکل باڈیز کے انتخابات کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ ۱۹۷۲ء میں بھی یہ انتخابات کرانا چاہتے تھے، لیکن حزب اختلاف اس کے خلاف تھی۔

واقعہ یہ ہے کہ جب حزب اختلاف کو ہمیشہ یہ شکایت رہی ہے کہ حکمران طبقہ نے ہمیں برطانوی عہد کی اولین اصلاحات سے محروم کر دیا ہے، کس مرحلہ پر حزب اختلاف کے کس ذمہ دار فرد نے لوکل باڈیز کے انتخابات کی مخالفت نہیں کی۔ ان میں ہمت ہے تو وہ کسی رہنما کا بیان ثبوت کے طور پر پیش کریں۔ لیکن:

"اس مرحلہ پر جب قومی اسمبلی کے انتخابات کا مسئلہ زیر بحث ہے "لوکل باڈیز کے انتخابات کی بات کرنا لوگوں کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانے ایک سازش ہے"۔

اور انہیں یقین رکھنا چاہیے کہ پاکستان قومی اتحاد اور پوری قوم ان حالات میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا بائیکاٹ کر سکتی ہے تو ان کے اس نئے جال میں الجھنے کے لیے بھی تیار نہیں ہو سکتے پھر ستم ظریفی یہ کہ لوکل باڈیز کے انتخابات کی بات ایک ایسا شخص کر رہا ہے جس نے اپنی پارٹی کے گذشتہ دس سال میں ایک بار بھی انتخابات کرانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

بھٹو صاحب فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کسی نے انتخابی مہم کے دوران کہا تھا کہ ہم چھ مارچ کو برسر اقتدار آجائیں گے۔ حالانکہ ہمارے کسی ذمہ دار رہنما نے ایسی بات نہیں کی۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے بھٹو صاحب کے دورِ اقتدار میں ہونے والے ضمنی انتخابات کے انتہائی تلخ تجربات کے باوجود ان عام انتخابات میں شرکت کا فیصلہ صرف اس لیے کیا تھا کہ یہ جمہوری روایت اس ملک میں قائم ہونی چاہیئے کہ حکومت کی تبدیلی بیلٹ کے ذریعہ پُرامن طریقہ سے ہو۔ اس لیے ہم اس قسم کا غیر جمہوری دعویٰ کر ہی نہیں سکتے تھے۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کا کوئی رہنما ۱۹۷۳ء میں انقلاب برپا کرنا چاہتا تھا اور یہ بات فوج کے افسران کے بھی علم میں تھی۔ حیرت ہے کہ بھٹو صاحب جو اپنے سیاسی حریفوں کو بھینس کی

چوری تک کے جھوٹے الزامات لگا کر مقدمات میں ملوث کرنے سے نہیں ہچکچاتے اور جن کے دورِ حکومت میں ڈی پی آر کا سب وطن رہنماؤں کے خلاف بے دریغ استعمال کیا گیا۔ وہ اتنے سنگین الزام کی موجودگی میں اس رہنما کو چار سال تک برداشت کرتے رہے۔ اور ملکی آئین اور دستور کو ختم کرنے کی اس سازش کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کرتے رہے اس سے ایک ہی بات واضح ہوتی ہے کہ وہ معمول کے مطابق یک طرفہ طور پر اپنے حریفوں کے خلاف الزامات عاید کرنے اور کردار کشی میں مصروف ہیں ۔!

بھٹو صاحب نے یہیں فرمایا کہ پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اسے باہر کے کسی ملک سے انتخابی مہم کے لیے کروڑوں روپیہ ملا ہے اور پھر ایک سانس میں تمام ممالک کے نام گنوا کر کہا کہ ان میں سے کوئی ملک اتحاد کی ایسی امداد نہیں کر سکتا۔ بھٹو صاحب کی عادت ہے کہ وہ ایک مفروضہ قائم کرتے ہیں اور پھر اسے بنیاد بنا کر بے سروپا الزام عاید کرتے چلے جاتے ہیں۔ پاکستانی قوم جانتی ہے کہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین ان کے وزراء رفقا اور امیدواروں کے لیے تمام سرکاری وسائل وقف تھے۔ سرکاری خزانہ سے وزیراعظم کے جلسوں کو کامیاب بنانے، جلسوں کے لیے سٹیج وغیرہ کی تعمیر، پبلسٹی اور دوسرے امور پر کروڑوں روپے صرف کیے۔ اس کے برعکس ہمارے امیدواروں نے جس بے سروسامانی کے عالم میں انتخابات میں حصہ لیا وہ بھی پوری قوم کے سامنے ہے۔

جہاں تک انتخابات میں دھاندلیوں کا تعلق ہے اس کا اعتراف چیف الیکشن کمشنر کی ۱۳ مارچ کی پریس کانفرنس اور اسی شام بھٹو صاحب کی تقریر میں موجود ہے۔ بعد ازاں اپنے طور پر الیکشن کمیشن نے پنجاب سے جن حلقہ ہائے انتخاب کا ریکارڈ طلب کیا ان میں تین وفاقی وزراء کے حلقے شامل ہیں۔ اس کے بعد بھی سرکاری مداخلت کا انکار حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

بھٹو صاحب کی طرف سے پھر یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ شکایات کے ازالے کے لیے ہائی کورٹ کے مستقل ججوں پر مشتمل ٹریبونل قائم کیے جائیں گے اور وہ مختصر وقفے میں ان کا فیصلہ صادر کریں گے۔ پاکستان قومی اتحاد کئی بار اپنے موقف کا اعادہ کر چکا ہے کہ ہمارے نزدیک مسئلہ چند نشستوں کیلیے سودے بازی کا نہیں، بلکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستانی عوام کے فیصلے کو تبدیل کرنے کا ہے۔ اور یہ حقیقت اہل پاکستان کے لیے انتہائی تکلیف دہ اور باعثِ ندامت ہے کہ انہی دنوں ہمسایہ ملک بھارت میں بیلٹ بکس کا تقدس برقرار رکھ کر قومی وقار میں بے پناہ اضافہ کیا گیا۔ اس کے برعکس وطن عزیز میں جمہوری معمولات کو ختم کر کے ملک کی ساکھ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا گیا ہے۔ یہ امر قابل افسوس ہے بھٹو صاحب پوری قوم کے مطالبے سے اب بھی روگردانی کر رہے ہیں اور یہ تاثر دینے کی سعی ناکام میں مصروف ہیں کہ وہ قومی اتحاد کو مذاکرات کی پیشکش کر رہے ہیں۔ حالانکہ قوم کے پیہم اور مسلسل از سرِ نو انتخابات کے مطالبے کے باوجود وہ الیکشن پٹیشنوں کی بات دہرا رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے مذاکرات کے لیے دروازے کھلے نہیں چھوڑے، بلکہ عملاً بند کر دیئے ہیں۔ اور اب قوم کے ساتھ کھلی محاذ آرائی کی پالیسی پر کاربند ہیں۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر قومی اتحاد ایجی ٹیشن ختم کر دے، ریلوں کی پٹڑیاں اکھاڑنے اور دھماکے کرنے سے اجتناب کرے تو وہ مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ حالانکہ اس حقیقت سے پوری قوم آگاہ ہے کہ یہ حکمران طبقہ اور اس کی انتظامیہ جو نہتے عوام اور پُرامن جلوسوں اور مظاہرین پر لاٹھیاں برسا رہی ہے، آنسو گیس استعمال کر رہی ہے ہمارے کارکنوں کو روزانہ شہید کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ خواتین اور بچوں تک کو بھی معاف نہیں کیا جا رہا، پولیس جوتوں سمیت مساجد میں گھس کر آنسو گیس لاٹھی چارج اور فائرنگ کرتی ہے۔ غنڈوں کے ذریعہ ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور پھر ہمارے ہی لوگوں کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بھٹو صاحب کا اپنے آپ کو امن کا پیامبر اور رہیں تخریب کار کہنا ان کی معروف شعبدہ بازی ہی قرار دی جا سکتی ہے۔

جہاں تک ہنگامی صورت کو ختم کرنے کا تعلق ہے اس کے بارے میں ہمارا یہ ہمیشہ رہا ہے کہ شملہ معاہدہ بھارت کے ساتھ سفارتی اور تجارتی تعلقات کی بحالی کے بعد اس کا ایک لمحہ بھی باقی رہنا بلا جواز تھا۔ اور اس کا مقصد ڈی پی آر کے ذریعہ اپنے سیاسی حریفوں کو نظر بند کرنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ اب اسے ختم کرنے اور اخبارات کو مزید آزادی دینے کو اتحاد کے نمائندوں کی اسمبلی میں شرکت کے ساتھ مشروط کرنے کو سیاسی بلیک میل ہی کہا جا سکتا ہے۔ بھٹو صاحب آخر کس جرم کی سزا اس قوم کو دے رہے ہیں کہ قوم کے بنیادی حقوق بحال کرنے کے مسئلہ کو بھی اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لیے گھٹیا اور پست قسم کی سودا بازی کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں۔

میں آخر میں جناب بھٹو صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ اب بھی انتخابات کے بارے میں قوم کے فیصلے کو غیر مشروط طور پر قبول کر لیں۔ اور قوم کو مزید ابتلا اور آزمائش کے دور سے گذارنے سے احتراز کریں اور بارہ مارچ کو پیش کردہ شرائط پر عمل درآمد کریں۔ پاکستان قومی اتحاد کسی صورت بے مقصد مذاکرات میں حصہ لے کر قومی تحریک سے بے وفائی کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔

خواجہ اظہار

بقیہ سیاسی رہنماؤں سے

اور یہی عزم لے کر میں وہاں سے اٹھا۔

حکیم عبدالرشید صاحب سے مشورہ کے بعد ایبٹ آباد گئے تاکہ ڈی سی صاحب سے مل کر ملاقات کا مسئلہ حل ہو جاتے۔ ہر چند کہ ڈی سی صاحب نے انتہائی شریفانہ برتاؤ کا مظاہرہ کیا لیکن عالم بالا کی مجبوریوں کے پیش نظر وہ ہماری کوئی مدد نہ کر سکے۔

مجبوراً ہم لوگ واپس آئے اور حسرت دید و زیارت لیے واپس راولپنڈی اور پھر لاہور پہونچ گئے۔ اس واقعہ پر ہم سبھی پر شدید اثر تھا اور حسرۃ نے بھی سنا اثر لیا۔

آخر یہ کیا اندھیر نگری ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے آزادئ وطن کی خاطر طویل وصبر آزما جنگ لڑی ہو، وہ تو جیلوں میں نظر بند ہوں اور انگریز ظالم سے مسلمانوں کی آزادی کا سودا کرنے والے تخت اقتدار پہ!!

اور یہ ایک المیہ تو ہے کہ آج ان سے جیل میں ملاقات تک کی اجازت نہیں، حالانکہ ان کا کردار وعمل ایک ایسی کتاب ہے کہ منافقت وریاکاری کے علمبردار ہزار کوششوں کے باوجود اسے داغدار نہیں کر سکے۔

مفتی محمود جو ایک محترم عالم دین، بلند پایہ مدرس، عظیم المرتبت خطیب، عدیم المثال سیاسی رہنما اور جرات وبسالت اور ایثار و قربانی کی زندہ نشانی ہیں، سے جیل سے ملاقات تک کی اجازت نہ دینا کس قدر شرم کی بات ہے

لیکن شرم تو ان کے لیے ہے جو کچھ سمجھیں اور جو اپنی ذات کے لیے ملک کو داؤ پر لگا دیں ان سے امید خیر ہی فضول ہے۔

گو کہ ملاقات نہ ہو سکی لیکن یہ بات مزید الم نشرح ہو گئی کہ انگریز کے جانے کے باوجود ہم آزاد نہیں ہوئے۔ اور اپنی آزادی کی خاطر ہمیں بڑی قربانی دینا ہوگی۔

مجھے یقین ہے کہ مفتی صاحب جیسے عظیم قاید کی قیادت میں ہم ضرور کامیاب ہوں گے اور ان سمیت ہزاروں محب وطن رہنماؤں اور کارکنوں کو پابند سلاسل کرنے والے اپنے انجام بد سے کبھی محفوظ نہ رہ سکیں گے۔

بقیہ: موجودہ عوامی تحریک

چنانچہ منصفانہ انتخابات آئین کا بنیادی تقاضا ہے کہ ترمیم وتبدیلی ضرورت آئی کہاں سے؟

الیکشن میں مبینہ دھاندلیوں سے جمہوری عمل کے بالکلیہ معطل ہو جانے کا اندیشہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اگر پیپلز پارٹی ۷ مارچ کو اپنی مقبولیت کے بل پر بھاری اکثریت سے جیت سکتی ہے تو دو چار ہفتوں کے بعد دوبارہ جیتنے میں کیوں شک کیا جا رہا ہے۔ جو مذاکرات کے بلند بانگ دعاوی سے تو اہل وطن کو تسلی دلانے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے مگر دوبارہ انتخابات کرا کر ان کے دلوں کو موہ لینے سے مسلسل اعراض کیا جا رہا ہے۔

ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں تو معمولی شکایت پر بلا تاخیر انتخابات ہوئے، نہ آئین میں ردو بدل کی ضرورت پیش آئی اور نہ ہی تحریک چلانے کی حاجت یہاں کیوں عوام کی اس مختصر سی تمنا کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جا رہا۔؟

خانیوال میں

ایڈیٹر ترجمانِ اسلام کے قلم سے

نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی تحریک کے بیس دن (۲۰) (۱)

پاکستان قومی اتحاد کی تحریک کو تادم تحریر بیس دن ہو گئے ہیں، کراچی سے لے کر کاغان کی چوٹیوں تک کوئی شہر، کوئی قصبہ، کوئی قریہ اور کوئی بستی ایسی ہو گی جہاں ملک کے عوام انتخابات میں ملک گیر دھاندلیوں کے خلاف اور ملک میں نظام شریعت کے نفاذ کے لیے قربانیاں پیش نہ کر رہے ہوں۔

وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ نام نہاد حکمرانوں کی خواہش کے علی الرغم تحریک میں وسعت و گہرائی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ ہر طبقہ خیال کے لوگ تحریک میں جوق درجوق شامل ہوتے جا رہے ہیں اور تحریک میں نیا جوش، نیا ولولہ اور نیا طنطنہ پیدا ہو رہا ہے۔

لوگ پورے ملک میں نہتے عوام پر لاٹھیاں برستی دیکھتے ہیں، آنسو گیس کا استعمال دیکھتے ہیں فائرنگ ہوتی دیکھتے ہیں، بندقوں کے بٹوں سے عوام کو پٹتا ہوا دیکھتے ہیں۔ سنگینوں سے عوام کو مجروح و مضروب ہوتا دیکھتے ہیں۔ لوگ اپنے بھائیوں بیٹوں، دوستوں اور دیگر اعزہ و اقارب کے ہاتھ ٹوٹے ہوئے دیکھتے ہیں، پاؤں ٹوٹے ہوئے دیکھتے ہیں، سر پھوٹے ہوئے دیکھتے ہیں، علما کی داڑھیاں نوچتے ہوئے دیکھتے ہیں، لوگوں کو لاشے اٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں، بعض مقامات پر لاشوں سے بھی ان کے رشتہ داروں کو محروم ہوتا ہوا دیکھتے ہیں، بلکہ دیکھتے ہی نہیں، سب کچھ سہتے او ... واشت کرتے ہیں۔

کم ہے ... ؟

ذاتی مفادات کے لیے نہیں۔ ہرگز نہیں۔

حصولِ زر کے لیے نہیں!

جلب ومنفعت کے لیے نہیں!

منصب وجاہ کے لیے نہیں!

جھوٹے وقار کے لیے نہیں

بلکہ:

- نظام شریعت کے نفاذ اور جمہوری اقدار کی بحالی کے لیے،
- اس نظام کے نفاذ کے لیے جس کے نام پر یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا۔!
- جس نظام کے لیے کروڑوں افراد کو ہندوستان کے سپرد کر کے ان کا مستقبل تاریکی و تیرگی کے حوالے کر دیا گیا تھا۔!
- جس نظام کے عملی نفاذ کے لیے لاکھوں افراد لقمۂ اجل بنے تھے۔!

جس کے لیے لاکھوں بے خانماں ہوئے تھے، اور ہزاروں ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو درندہ صفت سکھوں اور روباہ صفت بنیوں کی آغوش میں جانا پڑا تھا۔!

اگر ذاتی مفادات، حصول زر اور جلب و منفعت کی بات عوام کے پیش نظر ہوتی تو پولیس، سیکورٹی فورس، رینجرز اور پیپلز پارٹی کے غنڈوں کے بہیمانہ اور ظالمانہ تشدد کی موجودگی میں تحریک کبھی کا دم توڑ چکی ہوتی اور نام نہاد ارباب حکومت کی امیدیں بر آتیں، پچیس تیس ہزار افراد کے جیلوں میں چلے جانے، ہزاروں افراد کے زخمی ہونے اور سینکڑوں افراد کے شہید ہو جانے کے باوجود ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تحریک آج ہی شروع ہو رہی ہے۔ تشدد میں جس قدر اضافہ ہوتا جا رہا ہے تحریک میں اتنی ہی وسعت پیدا ہوتی ... رہی ہے۔

گذشتہ دنوں چند روز کے لیے خانیوال گیا تو عجیب وغریب مناظر دیکھے اور سنے۔ اور کم و بیش پورے ملک کی صورت حال یہی ہے خانیوال میں تحریک کے اکیس ویں روز تک ۱۲۰ افراد اپنے آپ کو گرفتاریوں کے لیے پیش کر چکے ہیں۔ یہ ۱۴۰ افراد ڈسٹرکٹ جیل اور سنٹرل جیل ملتان میں رکھے گئے ہیں۔ ان میں ہر مکتبۂ فکر اور طبقۂ خیال کے لوگ موجود ہیں۔ تحریک کے پہلے روز راؤ شاکر علی اور غلام سرور اعوان ایڈووکیٹ (جو علی الترتیب پاکستان قومی اتحاد کے قومی اور صوبائی اسمبلی کے امیدوار ہیں) کی قیادت میں آٹھ افراد پر مشتمل ٹیم نے ایک پرجوش اور پرامن جلوس کی موجودگی میں گرفتاریاں پیش کیں۔ اس کے بعد سے آج تک کبھی آٹھ کبھی چھ اور کبھی پانچ افراد کی قیادت میں مختلف مساجد سے جلوس نکلتا ہے اور جلوسوں میں بھٹو آمریت کے خلاف اور نفاذ شریعت کے حق میں پرجوش نعرے لگائے جاتے ہیں۔ جلوس سے قبل پاکستان قومی اتحاد کے رہنما خطاب کرتے ہیں۔ جس میں پاکستان قومی اتحاد خانیوال کے صدر مولانا محمد رمضان صاحب، مولانا عبداللطیف صاحب قاری محمد زاہد صاحب، صوفی عبدالحق صاحب، اور جناب حکیم عالم صاحب شامل ہیں۔

اسٹیج سیکرٹری کے فرائض نذیر احمد قریشی صاحب انجام دیتے ہیں۔ چوہدری محمد احمد ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری پاکستان قومی اتحاد خانیوال، جناب حاجی بلال احمد، اور شیخ عاشق علی انتظامی امور کے سلسلے میں مستعد سرگرم عمل ہیں۔ روزانہ عصر کے بعد شہر کی کسی مسجد سے جلوس روانہ ہوتا ہے۔ اس موقع پر نوجوانوں کا جذبۂ ملی اور جوش وخروش دیدنی ہے۔

۲۶ مارچ کو پاکستان قومی اتحاد کی اپیل پر جیلوں

میں بھی زبردست ہڑتال ہوئی۔ اس روز مولانا محمد ایوب الرحمٰن حامدی جناب بشیر احمد خاور اور جناب عبدالستار پراچہ کی قیادت میں گرفتاریاں پیش کرنا تھیں جلوس تقریباً دس بجے متعینہ راستے پر رواں ہوا تو پولیس رکاوٹ بنی۔ جلوس کے قائدین نے کہا کہ ہم معمول کیطابق پرامن گرفتاریاں پیش کرنا چاہتے ہیں پولیس نے ایک نہ سنی۔ اور لاٹھیوں کی باڑھ قائم کر لی۔ جلوس دوسرے راستے سے رواں ہونے لگا۔ تو پولیس وہاں بھی مزاحم ہوئی۔ عوام کے سیل بے پناہ کے سامنے پولیس کے بھگوڑے کہاں ٹھہر سکتے تھے۔ جلوس آگے بڑھ گیا۔ اس دوران پیپلز پارٹی کے ایک بدنام ترین معروف خواجہ سرا نے اپنی روایتی بزدلی اور کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مکان کی چھت سے مجمع پر اینٹ پھینکی۔ جس سے مجمع مشتعل ہو گیا۔ قائدین جلوس کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور پولیس کو لاٹھی چارج کرنے کا دانستہ یا نادانستہ جواز مل گیا۔ پیپلز پارٹی کے انتہائی گیرول اور لفنڈروں کی شہہ پر پولیس اس خیالِ خام میں مبتلا تھی کہ خانیوال کے نہتے عوام لاٹھیوں کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گے۔ عوام نے لاٹھیوں کی پے در پے ضربوں کا مقابلہ کیا اور نعرہ تکبیر بلند کرتے رہے۔ پولیس نے لاٹھیوں اور آنسو گیس پر ہی اکتفا نہ کرتے ہوئے اے۔ سی خانیوال کے حکم سے گولی چ[illegible] والدوں میں جہان خان نامی پولیس افسر پیش پیش تھا۔ اس درندہ صفت انسان نے شرافت و انسانیت کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نہتے عوام پر مسلسل گولیاں برسائیں۔

مگر آفرین ہے خانیوال کے مردوں، عورتوں اور بچوں پر کہ وہ میدان سے نہ ہٹے۔ اور پولیس کی گولیوں کا اینٹوں سے مقابلہ کرتے رہے۔ ظفر شہید دسویں جماعت کے طالب علم گولی کا نشانہ بن کر خاک و خون میں تڑپنے لگے۔ عبدالحفیظ کو گولی لگی اور وہ لہو کا نشان بناتے ہوئے نعرہ حق بلند کرتے رہے۔ تا آنکہ انہیں زبردستی ہسپتال نہ پہنچا دیا گیا۔ نوجوان اور بوڑھے گولیوں کی بارش کے باوجود لا الہ الا اللہ کے نعرے بلند کرتے رہے۔ جذبہ نظام مصطفٰےؐ کی سرشاری کا یہ عالم تھا کہ لوگ گریبان پھاڑ پھاڑ کر اور قمیضیں نکال کر گولیوں کے سامنے آ گئے۔ انتہا یہ کہ پولیس کی گولیاں ختم ہو گئیں۔ اور خانیوال کے جیالے عوام کے سینے تنے رہے۔ مرحبا احمد مرحبا، آفریں صد آفریں اس جذبہ عشق رسولؐ ولولہ حب الوطنی پر، آمریت کی گرتی ہوئی دیوار کو لاٹھیوں، گولیوں، اور آنسو گیس کے ذریعہ سہارا دینے والی بزدل پولیس یہ سمجھتی تھی کہ کم از کم اب خانیوال کے عوام جلوس نکالنے کی جرأت نہیں کریں گے لیکن سب سے بڑے جلوس کی ابتدا اس واقعہ کے بعد ظفر شہید کے جنازے سے ہوئی۔ اس جنازے میں حدِ نگاہ تک سر ہی سر نظر آتے رہے۔ جنازہ کیا تھا۔ انسانوں کا بحر بیکراں تھا ظفر شہید نے اپنا مقدس خون دے کر خانیوال کے عوام کی رگوں میں بھٹو آمریت کے خلاف شعلے بھڑکا دیئے۔ خانیوال میں ہر مکتب فکر کا شخص، فسطائیت کے خلاف برقِ تپاں بنا ہوا ۔ اور پولیس کے بھگوڑے لرزاں و ترساں سر چھپائے پھرتے ہیں۔

[illegible]

بازوں نے ظفر شہید کے والد کو ہزاروں روپے کی پیشکش کر کے اس بات پر رضامند کرنا چاہا کہ وہ ظفر شہید کی خون کی ذمہ داری قومی اتحاد کے مقامی رہنماؤں پر ڈال دے۔ مگر تنگ دستی اور غربت کے باوجود اس شریف انسان نے ظفر شہید کے مقدس خون کی قیمت چکانے سے حقارت کے ساتھ انکار کر دیا۔ اس کے بعد قومی اتحاد کے کارکنوں نے ظفر شہید کے والد کو بطور امداد کچھ رقم دینا چاہی۔ مگر اس نے کہا کہ یہ رقم قومی اتحاد کے فنڈ میں جمع کر دی جائے تاکہ ظفر کی آتما ٹھنڈی رہے۔ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں۔

پورے ملک کی طرح خانیوال کی عورتوں نے بھی بھٹو آمریت کے خلاف اور نفاذِ شریعت کے حق میں زبردست جلوس نکالا۔ ۳۰ مارچ کو بعد نماز ظہر برقعہ پوش خواتین بیگم راؤ شاکر علی اور بیگم غلام سرور کی قیادت میں ہزاروں کی تعداد میں سڑکوں پر نکل آئیں۔ ان عفیفہ عورتوں نے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے کتبے اٹھائے ہوئے تمام شہر کا گشت کیا۔

۲ اپریل بروز ہفتہ نماز ظہر کے بعد خانیوال اور گرد و نواح کے علماء نے ایک عظیم الشان جلوس جامع مسجد سبزی منڈی سے نکالا۔ کبیروالہ۔ مخدوم پور، عبدالحکیم اور کچا کھوہ کے علماء نے بھی جلوس میں شمولیت کی۔ جلوس کی قیادت مولانا محمد رمضان صدر پاکستان قومی اتحاد خانیوال اور مولانا عبداللطیف مہتمم مدرسہ عنایتیہ سبزی منڈی فرما رہے تھے۔ مولانا صوفی نذیر احمد قریشی صاحب خطیب اعظم جامع مسجد کوٹ بیربل خانیوال ملک میں نظام شریعتِ مصطفٰےؐ کے نفاذ کی علامت اور کروڑوں عوام کے دلوں کی دھڑکن نو ستاروں والا سبز پرچم تھامے ہوئے جلوس کے آگے آگے چل رہے تھے۔

جناب حکیم محمد عالم اور صوفی عبدالحق صاحب جلوس کے دائیں بائیں چلنے والے نوجوانوں کو نظم و ضبط کی تلقین کر رہے تھے۔ علماء نے جو کتبے اٹھائے ہوئے تھے۔ ان پر درج تھا کہ ——
"ہماری منزل نظام مصطفٰےؐ۔ بھٹو جی استعفیٰ دو، دوبارہ انتخابات کراؤ۔ علماء۔ عوام پر تشدد بند کرو۔ سیاسی قیدیوں کو رہا کرو۔ ہنگامی حالات اور دفعہ ۱۴۴ ختم کرو۔"

قائدین جلوس کے علاوہ جن خاص خاص علماء کرام نے جلوس میں شمولیت کی۔ ان کے نام یہ ہیں مولانا عبداللطیف صاحب، مولانا محمد اشرف صاحب، مولانا قاری محمد زاہد صاحب، مولانا محمد عباس صاحب، مولانا عبدالستار صاحب، قاری عبدالرحمٰن صاحب، قاری محمد غوث، قاری اللہ بخش صاحب، حافظ عبدالحکیم صاحب، حافظ عبدالستار صاحب، کچا کھوہ سے مولانا عبدالغفور صاحب، مخدوم پور سے۔ صوفی محمد شریف صاحب، کبیروالا کے علماء کی بھی نمائندگی موجود تھی۔ کبیروالا کے قومی اتحاد کے قائم مقام صدر ڈاکٹر منظور صاحب بھی جلوس میں شریک تھے۔

جمعیۃ طلباء اسلام کے ناظم اعلیٰ محمد فاروق قریشی صاحب کی قیادت میں طلباء کی کثیر تعداد بھی جلوس میں شامل تھی۔ جلوس پر جگہ جگہ گل پاشی کی گئی۔ اور یہ جلوس مرکزی جامع مسجد میں تمام شہر کا گشت کرنے کے بعد ختم ہوا۔

تشدد عوامی تحریک کا راستہ نہیں روک سکتا

فضل الرحمن

ندیم اقبال کہاں ہیں؟

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان پنجاب کے صدر جناب ندیم اقبال اعوان جنہیں گذشتہ دنوں حاصل پور کے ننگ انسانیت ایس ایچ او نے تشدد کا شکار بنایا تھا ضمانت پر رہا ہوگئے تھے۔ لیکن بروز جمعہ ۲۵ مارچ کو حاصل پور میں تین احتجاجی جلوس نکلے جلوس کی برآمدگی کے فوراً بعد پولیس نے عوام پر اندھا دھند لاٹھیاں اور آنسو گیس کے شیل پھینکنے شروع کر دیئے۔ بعد ازاں انہوں نے فائرنگ کی جس سے ایک شخص موقع پر ہی ہلاک ہوگیا اور بیشتر زخمی ہوگئے۔

مقامی جمعیۃ کے افراد کے مطابق ندیم اقبال کو اس روز جلوس میں فائرنگ سے قبل دیکھا گیا تھا، لیکن فائرنگ کے بعد ندیم صاحب نظر نہیں آئے۔ تھانہ حاصلپور سے معلوم کیا تو جواب ملا کہ: "وہ کہیں گرفتاری کے خوف سے بھاگ گیا ہوگا،" اس وقت سے تادم تحریر ندیم صاحب کا علم نہیں ہو سکا۔ کہ ندیم صاحب کہاں ہیں۔؟

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے کارکن سخت پریشان ہیں۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ نے تھانہ حاصلپور کے کارپردازوں کو مطلع کیا ہے کہ وہ ایک ہفتہ تک ندیم صاحب کو مہیا کریں ورنہ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے کارکنوں کے غیظ و غضب کا شکار ہونے کیلیے تیار رہیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان صوبہ سرحد کے صدر جناب فضل الرحمن صاحب نے کہا ہے کہ ندیم صاحب پر تشدد اور اب گمشدگی کسی گہری سازش کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ پولیس یا ایف ایس ایف کا تشدد زیادہ دیر تک عوامی تحریک کا راستہ نہیں روک سکتا۔ اور حکمران ٹولہ کو آخر کار قوم کے سامنے سپر انداز ہونا پڑے گا۔ (انشاءاللہ)

عبدالمتین قریشی بھی گرفتار

جمعیۃ طلباء اسلام راولپنڈی کے رہنما جناب جناب عبدالمتین قریشی صاحب بھی گذشتہ دنوں راولپنڈی میں ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار ہو گئے ہیں۔

پنڈی کارکنوں نے اس عزم کو دہرایا ہے کہ ہم ہر مرحلہ پہ ثابت قدم رہینگے اور ظلم و تشدد سے بلا خوف اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

کہروڑپکا سے

کہروڑ پکا ضلع ملتان میں سابقہ انتخابات میں دھاندلی کے خلاف اور اسلام کی سرفرازی کے لیے مظاہرے جاری ہیں اور ہر روز بلا ناغہ عوام خود کو اس ظلم و تشدد کے خلاف بطور احتجاج گرفتاری کے لیے پیش کرتے ہیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام کہروڑ پکا کے سرگرم کارکن جناب محمد صدیق صاحب بھی ایک جلوس کی قیادت کرتے گرفتار ہو گئے ہیں کارکنوں نے تحریک کی کامیابی تک یہ سلسلہ جاری و ساری رکھنے کا پختہ عزم کیا۔

مجلس مذاکرہ

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان لاہور کی طرف سے ایک مجلس مذاکرہ بعنوان:

"مسجد اسلامی سیاست کا مرکز ہے"

اتوار تین اپریل سہ پہر تین بجے منعقد ہوئی۔ جس میں طلباء کی کثیر تعداد نے شوق و ذوق سے حصہ لیا۔ مذاکرہ کی کارروائی آئندہ ہفتے ملاحظہ فرمائیں۔

ناظم نشریات سے:

جمعیۃ طلباء اسلام کی تمام مقامی جماعتوں کے ناظم نشریات اپنے اپنے علاقے میں جمعیۃ کی کارکردگی سے متعلق مفصل رپورٹ مرکزی دفتر کو ارسال کریں۔ تاکہ مرکز میں ریکارڈ محفوظ کیا جا سکے۔

غلام اللہ خان
مرکزی ناظم نشریات

ملتان

ملتان سے آمدہ ایک اطلاع کے مطابق جمعیۃ طلباء اسلام کے تقریباً ۱۹ طالب علم گرفتار ہوچکے ہیں۔ جمعیۃ طلباء اسلام ملتان کے رہنما عبیداللہ احمد آہ

نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ انشاء اللہ ہم اسلامی آئین کی جدوجہد میں علماء حق کے شانہ بشانہ کام کرتے رہیں گے۔

جمعیۃ طلباء اسلام میانوالی کے رہنما جناب مسعود نیازی کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔

روجھان

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام روجھان کے صدر جناب خواجہ عبدالحق آزاد کے والد بزرگوار میاں رسول بخش قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جمعیۃ طلباء اسلام شہر روجھان کے ایک اجلاس میں مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی ناظم عمومی جناب محمد فاروق قریشی نے کہا کہ ہم اپنے غم زدہ بھائی کے غم میں برابر شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ (آمین)

پولیس تشدد کی مذمت

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے ناظم عمومی جناب محمد ادریس اور ناظم نشریات جناب خالد محمود نے مسلم مسجد لاہور میں علماء کرام کے پرامن جلوس پر لاٹھی چارج اور علماء کرام کے ساتھ شرمناک سلوک کی مذمت کی اور کہا کہ علماء ملک کا محترم ترین طبقہ ہے جن پر تشدد انتہائی افسوسناک ہے انہوں نے حکومت اور انتظامیہ کو متنبہ کیا کہ وہ تشدد کی پالیسی ترک کر دیں ورنہ عوام کے غیض و غضب سے نہیں بچ سکیں گے۔

واضح رہے کہ جمعیۃ طلباء کی مدارس کی شاخوں کے کثیر تعداد میں طلباء زخمی ہوئے ہیں جن کی زخمی حالت انتظامیہ کی وحشت و درندگی کا کھلا ثبوت مہیا کرتی ہے۔

حلقہ باغبان پورہ لاہور کا

انتخاب

صدر: حافظ انیس الرحمٰن اظہر صاحب

نائب صدر: قاری محمد اکرم عاصم 〃

ناظم اعلیٰ: ہمسفیر احمد خان 〃

ناظم: جمیل الرحمٰن اختر 〃

ناظم نشریات: محمد افضل خان 〃

خازن: عابد علی صاحب۔

جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ باغبانپورہ لاہور کے صدر حافظ انیس الرحمٰن اظہر اور نائب صدر قاری محمد اکرم صاحب عاصم نے ایک مشترکہ بیان میں گذشتہ روز لائل پور میں نکالے جانے والے جلوس میں علماء کے ساتھ کیے جانے والے ناروا سلوک کی مذمت کی۔

انہوں نے خبردار کیا کہ اگر حکومت نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہ کی تو حالات بے قابو ہو جائیں گے جو ملک کے لیے کسی صورت میں بھی فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتے۔

مشترکہ بیان

جمعیۃ طلباء اسلام کراچی کے صدر محمد رفیق ناظم عمومی زاہد حسین اور ناظم نشر و اشاعت محمد اسحاق کشمیری نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کی گرفتاری پر سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اگر یہ سمجھتی ہے کہ وہ پاکستان قومی اتحاد کے صدر اور دیگر قائدین کو پابند سلاسل کر کے اسلامی نظام کی تحریک کو دبا کر دوبارہ پانچ سال کے لیے زبردستی اقتدار پر براجمان رہنا چاہتی ہے۔ تو یہ حکومت کی خوش فہمی ہے، کیونکہ پاکستان کے عوام اب کسی آمر کو پاکستان میں قطعاً دیکھنا نہیں چاہتے اور وہ ماضی کی غلطیوں کو پھر دہرانا نہیں چاہتے۔ ہم حکومت کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ نوشتہ دیوار پڑھ لے، پاکستان کے عوام تمہیں مسترد کر چکے ہیں اور قومی اتحاد کے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں۔

جمعیۃ کے رہنماؤں نے حکومت سے پر زور مطالبہ کیا ہے کہ مولانا مفتی محمود اور دیگر قائدین اور ہزاروں سیاسی اسیروں کو فی الفور رہا کیا جائے۔

خصوصی اجلاس

جمعیت طلباء اسلام کا ایک خصوصی اجلاس جناب ملک محمد یوسف کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں آئندہ کے لیے لائحہ عمل تیار کیا گیا ہے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ملک صاحب نے کہا ہے کہ تحریک نفاذ شریعت محمدی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ ہمارا ایک کارکن بھی جیل سے باہر ہوگا۔ انہوں نے حضرت مولانا محمد رمضان، مولانا محمد امیر اور مسعود نیازی کی گرفتاری کی مذمت کی اور ندیم اقبال اعوان پر حاصل پور میں کیے گئے تشدد کی ہائی کورٹ کے جج سے تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ تعلیمی ادارے جلد از جلد کھولے جائیں۔

گرفتاریاں

جمعیۃ طلباء اسلام تحصیل وزیر آباد کے صدر محمد فاروق اور جنرل سیکرٹری منیر احمد نے اپنے ایک بیان میں عابد کبیر نائب صدر ضلع گوجرانوالہ محمد ریاض جائنٹ سیکرٹری رشید اختر گورنمنٹ ڈگری کالج حافظ آباد ان کے والد گرامی، ان کے بھائی کی گرفتاریوں پر شدید احتجاج کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اس قسم کی بزدلانہ گرفتاریوں سے جمعیۃ طلباء کے کارکنوں کو ہراساں نہیں کر سکتی۔

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

حضرت الامیر مدظلہ کی لاہور تشریف آوری

حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان ۲۵ مارچ کو لاہور تشریف لائے اور جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔

آپ نے لاہور میں پانچ روز قیام کیا اور مختلف اضلاع سے جمعیۃ علماء اسلام کے عہدہ داروں کو وقتاً فوقتاً طلب کر کے ان سے قومی اتحاد کی احتجاجی تحریک کے بارے میں تازہ ترین صورت حال معلوم کی اور انہیں تحریک میں زیادہ جوش و خروش کے ساتھ حصہ لینے اور تحریک کی رفتار کو تیز تر کرنے کے بارے میں مختلف ہدایات دیں۔

خانپور روانگی سے قبل آپ نے جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ ظلم و جبر کے خلاف قومی اتحاد کی احتجاجی تحریک میں اپنی شاندار روایات کے مطابق بھرپور کردار ادا کریں۔

آپ نے تحریک کی کامیابی کے لیے خصوصی دعا فرمائی اور تحریک میں کام آنے والے شہداء کے لیے بھی بلندیٔ درجات کی خصوصی دعا فرمائی۔

تشدد کے ذریعہ تحریک کا راستہ نہیں روکا جا سکتا

— مولانا محمد سرفراز خان

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے قائم مقام امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب نے ایک بیان میں پاکستان قومی اتحاد کے کارکنوں اور شہریوں پر پولیس اور ایف ایس ایف کے وحشیانہ تشدد کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ تشدد کے ذریعہ ہماری تحریک کا راستہ نہیں روکا جا سکتا۔ آپ نے کارکنوں کو تلقین کی ہے وہ صبر و تحمل کے ساتھ اپنی تحریک کو مقاصد کے حصول تک جاری رکھیں گے۔

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے قائمقام امیر گرفتار ہو گئے

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر حضرت درخوا[ستی] ید مجدہم نے پچھلے ہفتہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر [کو] پنجاب جمعیۃ کا قائمقام امیر نامزد کیا تھا کیونکہ حضرت [مو]لانا عبید اللہ انور، مولانا غلام ربانی اور قاری عبد السمیع [صاحب] گرفتار ہو چکے تھے۔ گذشتہ شب مولانا صفدر کو بھی [مک]ان واقع گکھڑ سے گرفتار کر لیا گیا۔ اسی طرح پنجاب [جمعی]ۃ کے ناظم مولانا محمد رمضان بھی گرفتار ہو گئے

اس لیے اب امیر مرکزیہ نے حضرت مفتی محمد [عبد] اللہ صاحب ملتان کو قائمقام امیر اور مولانا محمد [...] دنی کو قائمقام ناظم اعلیٰ نامزد کیا ہے۔

قائم مقام امیر و ناظم عمومی نے ایک بیان [میں] عوامی تحریک کی رفتار پر اطمینان کا اظہار کرتے [ہوئے] کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ پوری تندہی سے اپنا [...] جاری رکھیں۔

انہوں نے اعلان کیا کہ وہ وقت بہت جلد [آئے] گا جب نام نہاد حکومت کو عوامی مطالبات کے [آگے] جھکنا پڑے گا۔

ان رہنماؤں نے گذشتہ روز لاہور میں علماء کے جلوس [پر] پولیس کے وحشیانہ تشدد کی شدید مذمت کی اور ہائی کورٹ کے جج سے اس واقعہ کی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

موجودہ حکومت کی کوئی قانونی حیثیت نہیں

پاکستان قومی اتحاد کی مرکزی جنرل کونسل نے ۲۷ مارچ کو قائمقام صدر جناب نوابزادہ نصر اللہ خان کی صدارت میں مندرجہ قرارداد منظور کی:

پاکستان کے عوام نے قومی اسمبلی کے انتخابات کو جو ۷ مارچ ۷۷ء کو منعقد ہوئے تھے مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے، کیونکہ ان انتخابات میں حکمران پارٹی نے وسیع پیمانے پر دھاندلی کی عوام نے ملک گیر احتجاجی مظاہروں اور ہڑتالوں سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ وہ الیکشن کے نتائج کو تسلیم نہیں کرتے۔ پاکستان قومی اتحاد نے ۸ مارچ کو یہ اعلان کیا تھا کہ ان انتخابات کے نتیجے میں معرض وجود میں آنے والی اسمبلی غیر قانونی ہو گی اور اس اسمبلی کے ذریعہ بنی ہوئی حکومت اور اس کے پاس کردہ قوانین کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہو گی۔ پاکستان قومی اتحاد کی جنرل کونسل اعلان کرتی ہے کہ اس غیر قانونی حکومت کے غیر ملکی معاہدات و مواعید کی آئندہ آنے والی قانونی حکومت پابند نہ ہو گی، نہ ہی اس حکومت کو کوئی قانونی حق ہو گا کہ یہ لوگوں سے ٹیکس وصول کرے اور اس کو یہ قانونی حق نہ ہو گا کہ وہ پاکستان کے خزانہ عامرہ کی بنیاد پر کوئی قرضہ حاصل کرے۔

مولانا محمد شریف وٹو نے میو ہسپتال میں زخمیوں کی عیادت کی !

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر اوّل حضرت مولانا محمد شریف وٹو گذشتہ روز ایک دن کے لیے لاہور تشریف لائے - آپ نے مولانا سعید الرحمٰن علوی کی معیت میں لاہور کے گرفتار شدہ علماء سے تھانہ مناواں کی حوالات میں ملاقات کی اور میو ہسپتال میں مسلم مسجد لاہور میں پولیس کے وحشیانہ لاٹھی چارج سے زخمی ہونے والوں کی عیادت فرمائی -

بعد ازاں آپ مسلم لیگ ہاؤس میں پاکستان قومی اتحاد کی مرکزی جنرل کونسل کے اجلاس میں شریک ہوئے -

آپ نے مولانا سید حامد میاں ، مولانا مفتی عبد الواحد ، مولانا زاہد الراشدی اور دیگر جماعتی زعماء سے تحریک کی تازہ ترین صورتِ حال اور جمعیت کے تنظیمی امور پر تبادلہ خیالات کیا اور قومی اتحاد کے قائم مقام صدر جناب نوابزادہ نصر اللہ خان سے بھی ملاقات کی اور اس طرح مصروف دن گذار کر واپس ... آباد تشریف لے گئے -

مولانا شریف وٹو نے روانگی سے قبل ایک بیان میں جماعتی کارکنوں پر زور دیا کہ وہ اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام اور جمہوری اقتدار کی بحالی کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے عظیم اسلاف کی روایات کو تازہ کرتے ہوئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں -

پاکستان قومی اتحاد خانیوال

پاکستان قومی اتحاد خانیوال کا یہ عظیم الشان اجتماع شہر میں ہونے والے دھماکوں سے قطعاً لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے اس امر کا واضح اعلان کرتا ہے کہ یہ دھماکے مقامی انتظامیہ اور پیپلز پارٹی کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے تاکہ عوام کو مشتعل کر کے تحریک کو کچلا جاسکے - یہ اجتماع اعلان کرتا ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کسی صورت میں بدامنی ، تشدد اور گھیراؤ جلاؤ کی پالیسی کا حامی نہیں ہے

لہذا گذشتہ واقعات اور اسی قسم کے آئندہ ہونے والے واقعات کی ذمہ داری پیپلز پارٹی اور مقامی انتظامیہ پر ہوگی -

صدر پاکستان قومی اتحاد خانیوال

(مولانا محمد رمضان آزاد -

جمعیت اہلِ حدیث خانیوال

جمعیۃ اہل حدیث خانیوال کا یہ عظیم الشان اجتماع لاہور ، خانیوال اور دیگر مقامات پر پولیس کا مساجد میں داخل ہو کر وحشیانہ لاٹھی چارج ، بے گناہ مسلمانوں کے قتلِ عام کو بڑی نفرت سے دیکھتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان واقعات کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرائی جائے جمعیۃ اہل حدیث کا یہ اجتماع ۲۶/۳/۷۷ کو ظفر شہید کی موت پر پردہ ڈالنے کے لیے مقامی انتظامیہ نے مزید ظلم عظیم کا ارتکاب کیا ہے کہ اس نے مقامی محاذ کے ۱۸ کارکنان کے خلاف ۳۰۲ کا پرچہ چاک کیا ہے ، اس دھاندلی کے خلاف بھی یہ اجتماع بڑے غم و غصہ کا اظہار ہے -

ناظم شعبہ نشر و اشاعت

جمعیۃ اہل حدیث خانیوال

محمد عبد اللہ کوثر -

مولانا سمیع الحق گرفتار کر لیے گئے

۲۹ مارچ - قومی اسمبلی کے نومنتخب رکن مولانا عبد الحق کے فرزند اور مشہور علمی و ادبی ماہنامہ "الحق" کے ایڈیٹر مولانا سمیع الحق صاحب کو آج شام اکوڑہ خٹک میں پولیس کی ایک جماعت نے گرفتار کر لیا مولانا صاحب کے نام پر بہت دنوں سے وارنٹ گرفتاری تھا ، مگر پولیس انہیں گرفتار کرنے کے لیے موزوں موقع کی تلاش میں تھی - آج مولانا سمیع الحق صاحب نے بہت بڑے جلوس کی قیادت کی اور خود کو گرفتاری کے لیے پیش کیا - جلوس میں شامل ہزاروں علماء اور مسلمانوں نے اسلامی شریعت کے نفاذ اور قومی اتحاد کے مطالبات کی تائید میں فلک شگاف نعرے لگائے -

اس موقع پر ماہنامہ "الحق" کے مینیجر جناب شفیق الدین فاروقی نے بھی اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا ، انہیں بھی پولیس نے حراست میں لے لیا - واضح رہے کہ پولیس دو ہفتے قبل مولانا عبد الحق صاحب کے ایک دوسرے فرزند مولانا انوار الحق صاحب کو بھی گرفتار کر چکی ہے - گرفتاری سے قبل مولانا سمیع الحق صاحب نے تحریک کو مؤثر طور پر جاری رکھنے کی اپیل کی اور اس یقین کا اظہار کیا کہ انشاء اللہ موجودہ تحریک کے صلہ میں اس ملک میں شریعتِ محمدی نافذ ہو کر رہے گی -

خالد محمود ناظم نشریات دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک -

انتہائی اہم اور ضروری اعلان

جمعیت علماء اسلام کی تمام صوبائی ضلعی اور ابتدائی شاخوں سے گذارش ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کی حالیہ تحریک میں شہید ، گرفتار اور زخمی ہونے والے جماعتی کارکنوں کے نام ، کیفیت اور دیگر ضروری کوائف فوری طور پر مرکزی دفتر کو ارسال فرمائیں اور تحریک میں جماعتی سرگرمیوں کی رپورٹ وقتاً فوقتاً مرکزی دفتر کو لازماً ارسال فرماتے رہیں

منجانب

ابو عمار زاہد الراشدی

ناظم جمعیۃ علماء اسلام

پاکستان

حوالات کی سلاخوں سے
عوام کے نام مولانا زکریا کا پیغام !!

کراچی ۲۸ مارچ پاکستان قومی اتحاد کے رہنما، جمعیۃ علماء اسلام کراچی سنٹر کے امیر اور حلقہ نمبر ۱۱ قومی اسمبلی کے امیدوار الحاج حضرت مولانا محمد زکریا نے آج اپنی ملاقات کے لیے آنے والوں کو عوام کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ پاکستان کے محب وطن عوام کو ۲۶ مارچ کی کامیاب ہڑتال پر مبارک باد دیتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ عوام نے حکومت کی ہڑتال کو ناکام بنانے کی مسلسل کوششوں کے باوجود کامیاب ہڑتال کر کے ایک بار پھر قومی اتحاد کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے کہ اس ملک میں حکومت کرنے اور جمہوری ادارے قومی وصوبائی اسمبلیاں بنانے کا حق صرف اور صرف قومی اتحاد ہی کو ہے۔

مولانا زکریا نے اپنے بیان میں فوج، پولیس اور ایف ایس ایف کے حالیہ ہڑتالوں اور اور مظاہروں میں کردار پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ برسر اقتدار نام نہاد حکمرانوں کی کرسی اور اقتدار کی حفاظت کی خاطر اپنے مسلمان بھائیوں، نہتے عوام پر بے دریغ گولی کا استعمال کر رہی ہے اور اس قسم کے بہت سے واقعات لیاقت آباد اور دیگر علاقوں میں رونما ہوئے ہیں۔

مولانا زکریا نے کہا کہ فوج، پولیس، اور ایف ایس ایف کو نہتے عوام پر گولی چلانے کا کوئی قانون بھی حق نہیں دیتا۔ کیونکہ پاکستان کے مسلمان عوام قاتل نہیں، ڈاکو نہیں، زانی نہیں، مُرتد نہیں۔ اس لیے کہ اسلام نے مسلمان کے خون کو ان چار حالتوں میں بہانے کی اجازت دی ہے اور ظاہر ہے کہ پاکستان کے عوام ان چاروں جرموں میں سے کسی بھی جرم کے مرتکب نہیں ہوتے اور جو لوگ کھلے بندوں ان جرموں کا ارتکاب کر رہے ہیں ان پر آپ کی گولی کیوں نہیں چل رہی۔؟

مولانا زکریا نے کہا کہ ہماری موجودہ تحریک اسلام دشمن، قوم دشمن، ملک دشمن حکمرانوں کے خلاف ایک ملک گیر تحریک ہے۔ لہٰذا جو مسلمان اس تحریک میں پاکستان کی پولیس، فوج اور ایف ایس ایف کے مظالم کا نشانہ بنے ہیں اور کثیر تعداد میں زخمی ہوئے ہیں عوام کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت پر عمل پیرا ہوئے ہسپتالوں اور ان کے گھروں میں جا کر ان کی بیمار پرسی اور عیادت کریں۔ اور حتی المقدور اس کی مالی اعانت بھی کریں۔

اسی طرح جو مجاہدین گرفتار ہو چکے ہیں عوام کو چاہیے کہ اسلامی وانسانی فریضہ سمجھتے ہوتے ان کے گھروں میں جا کر ان کی ضروریات معلوم کر لیں اور ان کے بچوں کی مالی مدد بھی کریں۔ مولانا زکریا نے آخر میں مختلف شہروں میں پولیس، سیکورٹی فورس اور فوج کی گولی کا نشانہ بننے والے شہداء کے لواحقین سے اظہار ہمدردی بھی کیا ہے اور شہداء کے لواحقین کی مالی امداد کی بھی اپیل کی ہے۔

محمد احمد۔

قصور میں کیا ہو رہا ہے؟

جمعیۃ علماء اسلام قصور کے ناظم عمومی مولانا سید محمد طیب شاہ صاحب کو جمعہ ۲۵ مارچ کو ڈی پی آر کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ ہفتہ کے روز ۲۶ مارچ کو قصور شہر میں پولیس تشدد میں پاکستان قومی اتحاد کے بے شمار کارکن زخمی ہوئے۔ پروگرام کے مطابق مسجد عیدگاہ بستی چراغ شاہ سے اتحاد کے کارکنوں نے گرفتاریاں پیش کرنا تھیں۔ جلوس شروع ہونے سے پہلے ہی پولیس نے کارکنوں کو زدوکوب کیا۔ اور پھر اچانک ہجوم پر لاٹھی چارج کر دیا جس کے نتیجے میں بے شمار کارکن شدید زخمی ہو گئے۔ جوابی کارروائی کے طور پر اردگرد کے مکانوں سے خواتین نے پولیس پر پتھراؤ کیا۔ اور یہ تصادم تقریباً تین چار گھنٹے تک جاری رہا، ایف ایس ایف اور پولیس کی بھاری تعداد نے علاقہ میں شدید خوف و ہراس پھیلا دیا، گھروں میں زبردستی گھس کر عورتوں اور بچوں کو زدوکوب کیا گیا اور کئی گھروں سے نقدی، زیورات، عام استعمال کی اشیا پولیس نے اپنے قبضہ میں لے لیں۔ عوامی حلقوں میں پولیس تشدد کے خلاف زبردست نفرت کی فضا قائم ہے۔ اور پولیس کے مسلح دستے سارے دن شہر میں گشت کر کے عوام میں خوف ہراس پھیلاتے رہتے ہیں۔ متعدد افراد کو بلاوجہ گرفتار کر کے تھانوں میں مارا پیٹا جاتا رہا ہے اور گرفتاریوں کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

اظہارِ تشکّر

ہم ان تمام بزرگوں اور کرم فرماؤں کے تہ دل سے ممنون ہیں جنہوں نے والد محترم مولانا حکیم عبدالسلام ہزاروی امیر جمعیۃ علماء اسلام ہزارہ ڈویژن کی وفات پر تشریف لا کر تعزیت کی یا خطوط و تار کے ذریعہ ہم سے اظہار ہمدردی کیا، ہم ان تمام اخبارات اور جرائد کے بھی مشکور ہیں جنہوں نے والد مرحوم کی دینی، ملی، سیاسی اور طبی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

سوگواران: میجر محمد طارق، محمد قاسم، حکیم عبدالرشید انور و دیگر برادران و اہل خاندان ہری پور

اعلان شمولیّت

رانا محمد اشرف خان ولد رانا امانت علی خان خانیوال کہنہ

نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اکابر جمعیۃ کے ہر حکم کی تعمیل بسر وچشم بروقت اور ہر حال میں کریں گے۔

انہوں نے خانیوال میں جلوس کی قیادت کرتے ہوئے چھ افراد کے ہمراہ دفعہ ۱۴۴ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے گرفتاری پیش کی۔

انتخاب اور قراردادیں

گزشتہ دنوں مدرسہ عربیہ دارالعلوم اسلامیہ بازار گلستان بلوچستان جمعیۃ علماء اسلام گلستان کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ باشندگان گلستان نے شرکت کی۔ متعدد حضرات نے جمعیۃ علماء اسلام کے منشور پر روشنی ڈالی۔ قراردادیں منظور کی گئیں۔ سید الحاج آغا علی کی صدارت میں یہ اجلاس ہوا۔ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اور درج ذیل انتخاب عمل میں آیا

سرپرست : مولانا حاجی عبداللہ اچکزئی

〃 〃 : سید الحاج علی آغا امیر

صدر : مولوی عبدالشکور اچکزئی

نائب صدر : مولوی نادر خان

سیکرٹری : مولوی احمد جان

نائب 〃 : مولوی نظر محمد اچکزئی۔

〃 〃 : ملا عبدالرزاق

ناظم نشرواشاعت : عبدالولی

ناظم دفتر : سید رحمۃ اللہ

خزانچی : حاجی عبدالولی آغا

قراردادیں :

۱ وزیراعظم پاکستان مستعفی ہو جائیں اور الیکشن کمشنر مستعفی ہو جائے۔

۲ ملک میں عام انتخابات دوبارہ کرائیں جائیں موجودہ انتخابات کو کالعدم قرار دیا جائے۔

۳ تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔

موضع کامل پور موسیٰ ضلع کیمبل پور

کامل پور موسیٰ میں جمعیۃ علماء اسلام کی کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مندرجہ ذیل عہدہ داروں کا انتخاب وجود میں آیا :

صدر : مولانا رشید احمد صاحب

نائب صدر : حافظ محمد شاہ 〃

جنرل سیکرٹری : ڈاکٹر اللہ بخش پشاوری 〃

ناظم نشریات : آزاد حسن 〃

خازن : خان انور خان 〃

دیگر ممبران مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ جناب حاجی عبدالدیان 〃

۲۔ 〃 محمد انوار حسان 〃

۳۔ 〃 امام حبیب الرحمٰن 〃

۴۔ 〃 شیر بہادر 〃

۵۔ 〃 عبدالرحمٰن 〃

۶۔ 〃 محمد اکرم 〃

اظہارِ تعزیت

جمعیۃ علماء اسلام حیدرآباد کے امیر مولانا مولانا عبدالحئی مولانا عبدالرؤف، حاجی کرامت اللہ صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام ضلع دادو کے امیر مولانا غلام مرتضیٰ ملکانی مرحوم اور جمعیۃ حیدرآباد کے مجاہد کارکن عبدالمجید مرحوم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔

انہوں نے کہا ہے کہ مولانا غلام مرتضیٰ صاحب اپنے علاقے میں دین اسلام کی اشاعت میں سرگرم رہے ہیں اور مولانا مرتضیٰ حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ تھے۔ اور عبدالمجید مرحوم قومی اتحاد کے جلوس میں پولیس کی گولی لگنے سے جاں بحق ہو گئے۔

جمعیۃ کے رہنماؤں نے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔!

سید احمد شاہ کلافی

ناظم نشرواشاعت۔

شمولیّت

حالیہ نام نہاد انتخابات میں پنجاب اسمبلی سے کامیاب ہونے والے امیدوار جناب تاج محمد خان آف حسن والا کے صاحبزادے جناب احمد حسن خان نے اپنے تمام ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ آپ نے قومی اتحاد کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا ہے۔

جناب احمد حسن خان صاحب ایک پڑھے لکھے اور فعال کارکن ہیں۔ موجودہ الیکشن کمپیئن میں بھرپور طریقے سے قومی اتحاد کے لیے کام کرتے رہے ہیں۔

آپ کی شمولیت سے جمعیۃ علماء اسلام اور پاکستان قومی اتحاد میانوالی کو خاصی تقویت ملی ہے۔

کارکنان اور عہدیداران جمعیۃ علماء اسلام اور پاکستان قومی اتحاد ضلع میانوالی ان کو خوش آمدید کہنے کے علاوہ ان کی شمولیت پر دلی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

عاشق علی ناظم نشریات

کلور کوٹ ضلع میانوالی۔

عزمِ نو

میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کے مضمون پر مشتمل "دعوت عمل" نامی ایک پمفلٹ کو پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مسلمان قوم جن حالات وخطرات سے آج سے پچاس سال قبل دوچار تھی آج بھی ہے۔ لہٰذا میں عزم بالجزم کرتا ہوں کہ ہر قسم کے خوف وخطر اور سود وزیاں سے بے نیاز ہو کر علماء حق کی قیادت ورہنمائی میں ایک جماعت کے ساتھ کام کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ جو نامساعد حالات کے باوجود پرچم حق بلند کیے ہوئے ہیں۔

اندراج : مسمی۔ گل بہادر۔ ولد مہتاب گل۔ قوم افغانی۔

مکمل پتہ : ضلع پشاور تحصیل نوشہرہ ڈاکخانہ اکوڑہ خٹک تدلاندلی۔

دستخط گل بہادر بقلم خود

چٹ پر سُرخ نشان
چندہ ختم ہونے کی علامت ہے

پاکستان قومی اتحاد کا بنیادی مطالبہ

انتخابات کا ازسرِنو انعقاد ہے : نصراللہ خاں

- ہنگامی حالت کے خاتمہ اور بنیادی حقوق کی بحالی کو مشروط نہیں کیا جا سکتا،
- قومی اتحاد کی جنرل کونسل نے قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کے مکمل سماجی مقاطعہ کا اعلان کر دیا

پاکستان قومی اتحاد کے قائمقام صدر نوابزادہ نصراللہ خان نے کہا ہے کہ ہنگامی حالت کو ختم کرنے اور بنیادی حقوق کی بحالی کے مسئلے کو مشروط نہیں کیا جا سکتا اور ہنگامی حالت ختم کر کے سودبازی کی پیشکش سیاسی بلیک میل کے مترادف ہے، آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نوابزادہ نصراللہ خان نے قومی اتحاد کی مرکزی کونسل میں منظور ہونے والی قراردادوں سے اخبار نویسوں کو آگاہ کیا۔ مختلف سوالات کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا ہمارا بنیادی مطالبہ ازسرنو انتخاب کے انعقاد ہے جہاں تک ہنگامی حالت ختم کرنے اور اخبارات کی آزادی وغیرہ جیسے مطالبوں کا تعلق ہے یہ مطالبات ہم آغاز سے ہی کر رہے ہیں اور ان کو انتخابات کے مسئلے سے مشروط کرنے کا کوئی جواز نہیں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا جہاں تک انتخابات میں دھاندلیوں کے سوال کا تعلق ہے تو بھٹو صاحب اور چیف الیکشن کمشنر اس کا اعتراف کر چکے ہیں۔ چیف الیکشن کمشنر نے از خود کئی حلقوں کا ریکارڈ طلب کیا۔ ان کے اس اقدام میں دھاندلیوں کا اعتراف موجود ہے۔ صرف پنجاب میں تین وفاقی وزراء کے حلقہ انتخاب کے ریکارڈ طلب کئے گئے۔ اس کے بعد یہ بات طے شدہ ہے کہ پورے ملک میں انتخابات میں دھاندلی ہوئی ہے ملک و قوم کی بہتری اسی میں ہے کہ مطالبہ کو جلد سے جلد تسلیم کیا جائے ایک غیر ملکی نامہ نگار کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ کسی فرد کی وساطت سے ہماری مسٹر بھٹو سے کوئی بات چیت نہیں ہو رہی اسی نامہ نگار کے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمیں یقین ہے کہ عوام اپنے مطالبات منوانے تک یہ تحریک جاری رکھیں گے اور حکومت عوام کا دباؤ زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکے گی اور بالآخر اسے عوام کے مطالبات تسلیم کرنے پڑیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں جھنگ میانوالی اور بہاولپور سے اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ان شہروں کی جیلوں میں تحریک میں گرفتار ہونے والے کارکنوں پر تشدد کیا جا رہا ہے ان کے عزیزوں کو جیلوں میں ان سے ملاقات اور کھانا وغیرہ پہنچانے کی اجازت نہیں ہے۔

نہ ہی انہیں جیل کا مقررہ کھانا دیا جاتا ہے نظر بندوں کو مجسٹریٹوں کے سامنے پیش نہیں کیا جا رہا۔ اور ان سے مشقت لی جا رہی ہے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی کے عزیزوں کو کیمبل پور جیل میں ہائیکورٹ کے احکام کے باوجود ملاقات کی اجازت نہیں دی گئی۔ لاہور کے شاہی قلعہ میں ۲۵ نوجوانوں پر سخت تشدد کیا جا رہا ہے۔ اور ان سے یہ کہلوانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ بیان دے دیں کہ حالیہ بم کے دھماکوں کے ذمہ دار قومی اتحاد کے رہنما ہیں۔ مسلم مسجد میں دو افراد کے جاں بحق ہونے کے سلسلے میں حکومت کے تردیدی پریس نوٹ کے سلسلے میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ حکومت اس سے پہلے بھی ملتان کے واقعہ سے متعلق دو افراد کے جاں بحق ہونے کا پریس نوٹ جاری کر کے خود ہی اس کی تردید کر چکی ہے۔

• پاکستان قومی اتحاد کی جنرل کونسل کے اجلاس میں جو دو روز جاری رہا، مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

قراردادیں

جنرل کونسل کو بلوچستان، سرحد، سندھ اور پنجاب سے تحریک کی رفتار کے بارے میں رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ ان تمام صوبوں میں عوام نے اپنی تحریک کو تیز تر کر دیا ہے، اور اسے ملک کے گوشے گوشے تک لے گئے ہیں۔

عوام ہر گاؤں، قصبے اور شہر میں رضاکارانہ طور پر گرفتاریاں پیش کر رہے ہیں، لیکن بدقسمتی سے موجودہ حکومت کی اخبارات، ریڈیو، اور ٹی وی پر عائد پابندیوں کے باعث ایک صوبے کے